٦٨٩٨
١١.٣.٨٩
جرائد

سچا مذہب سب ہی مذاہب کا احترام سکھاتا ہے

ہم سب پھول ایک چمن کے

لاقانونیت کی صورت حال صرف
مجرموں کو مدد
پہنچا سکتی ہے
تشدد کی ذہنیت رکھنے والے لوگوں
کی نہ تو کوئی ذات ہوتی ہے
اور نہ کوئی مذہب
اس لیے ان کی کارروائیاں
سب ہی ذاتوں
اور
مذاہب کے خلاف ہیں
اور انھیں روکنے کے لیے ہم سب کو
آگے آنا چاہیئے
ہمیں
یہ نہیں بھولنا ہے کہ
ہم پہلے انسان ہیں
بعد میں
ہندو، سکھ، مسلم
اور عیسائی

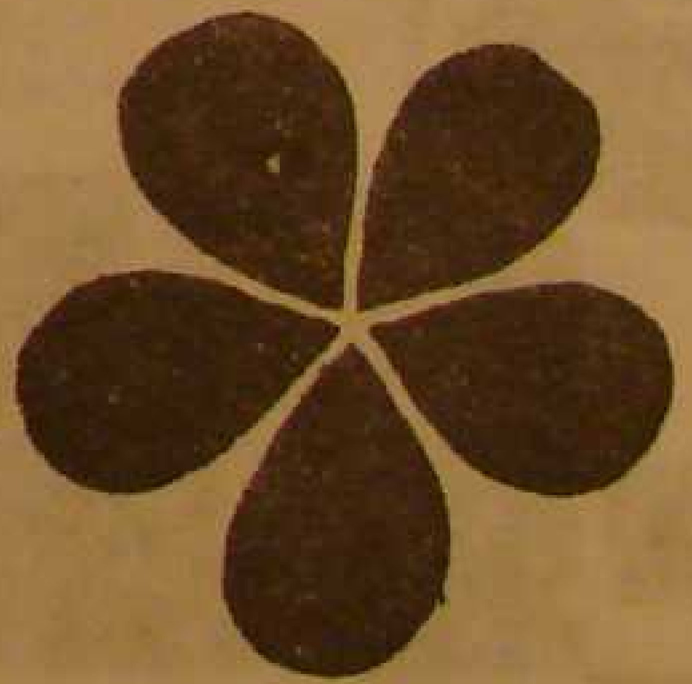

محکمۂ اطلاعات و رابطۂ عامّہ کا جاری کردہ

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

٦٨٩٨
١١ ٣.٨٩
جرائد

5

بانی: حضرت مولانا محمد ثانی حسنیؒ

خواتین کا ترجمان

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

جلد نمبر (۳۷) شمارہ نمبر (۱)

جنوری سنہ ۱۹۹۳ء

سالانہ چندہ

برائے ہندوستان ۔ ۶۰ ساٹھ روپے

غیر ملکی ہوائی ڈاک ـــــ ۱۵ امریکی ڈالر

خصوصی تعاون ۵۰۰ پانچسو روپے

فی شمارہ ۵/ روپے

مجلسِ ادارت

ایڈیٹر:۔

محمد حمزہ حسنی

اُمامہ حسنی

میمونہ حسنی

اسحاق حسینی ندوی

جعفر مسعود حسنی ندوی

پتہ

ماہنامہ رضوان ۱۰۲/۵۴ محمد علی لین گوئن روڈ لکھنؤ (انڈیا)

اپنی بہنوں سے

مدیر

جب بابری مسجد شہید ہوگئی ایسا حادثہ پیش آیا جس کی توقع بھی

کسی کو نہ تھی تاریخ انسانی میں اس بربریت کی کوئی مثال نہیں ملتی، تمام قوانین اور عدالت کے احکام کا مذاق اڑاتے ہوئے بھارتیہ جنتا پارٹی، آر۔ ایس، ایس اور وشو ہندو پرلشد کے کارکنوں نے مسجد کو ڈھا دیا۔

اس واقعہ نے ہندوستان کا سر ہمیشہ کے لیے جھکا دیا ہے اور دنیا کے دیگر ملکوں میں ہندوستان کو جو اہمیت اور وقعت حاصل تھی وہ اب قصۂ پارینہ ہوگئی ہے اور ہندوستان کا شمار بھی ان ملکوں میں ہونے لگا ہے جو نسلی مذہبی دہشت پسندی کا شکار ہیں جہاں آئین قانون، عدلیہ کسی بھی ادارہ کا اعتبار باقی نہیں ہے۔

اب مسلمانوں کے لیے یہ دور بہت صبر آزما اور بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانے کا طالب ہے۔ جذباتیت سے بچ کر ہمیں اپنے ماضی کا جائزہ لینا ہوگا اور مستقبل کے لیے لائحۂ عمل بنانا ہوگا اس موقع پر ذراسی غلطی اور بے احتیاطی مستقبل کے لیے بہت نقصان دہ اور تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

قیادت پر تنقید و تبصرہ سے کچھ حاصل نہیں سوائے مزید تفریق و انتشار کے، اس لیے ہم کو ایسی چیزوں سے اپنا دامن بچا کر آپسی ماحول کو بہتر بنانا ہوگا، اس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ ماضی کی غلطیوں سے سبق نہ لیا جائے۔

تاریخ اسلام میں مسلمانوں پر سخت سے سخت حالات آئے ہیں تاتاریوں کا حملہ جس کی ایک مثال ہے لیکن تاتاریوں کے ہاتھوں جو ذلت اور شکست خوردگی مسلمانوں پر طاری ہوئی تھی اس سے تاریخ کا ہر طالب علم بخوبی واقف ہے لیکن اس کے بعد وہی تاتاری اسلام کے سپاہی بن کر دنیا کے بڑے حصہ پر چھاگئے، روس کے پنجۂ استعمار سے مسلم ریاستوں کا ستر سال کے بعد رہائی پانا افغانستان کی جدوجہد آزادی یہ سب واقعات ہم کو نئی ہمت عطا کرتے ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیے اور اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جانا چاہیے۔

جب ہم آپسی تفریق اور انتشار ایک دوسرے سے بدگمانی کو دور کر کے آپسی اتحاد و یگانگت اور اسلامی بھائی چارہ کو قائم کرلیں گے تو انشاء اللہ طاغوتی قوتوں کا زور ٹوٹ کر رہ جائے گا اور مسلمانوں کو پھر وہ عزت ملے گی جس کا حامل ان کا شاندار ماضی رہا ہے۔

عنوان	مضمون نگار	عنوان	مضمون نگار
اپنی بہنوں سے	مدیر	بڑی باتیں	مولانا محمد ادریس ندوی نگرامی
(۶) بچوں کی تعلیم	عمار حسنی ندوی	(۸) مذہبی خدمات	مولانا عبدالسلام ندوی
(۱۰) وقت کی پکار	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	(۱۲) قول و عمل	مولانا عبدالکریم پاریکھ
(۱۳) مجرم کون	طیبہ یاسمین	(۱۵) اے دختر ہندوستان	آنسہ عثمانہ خاتون
(۱۶) ٹیلی ویژن	محمد شعیب اللہ خاں مفتاحی	(۲۲) قیمتی کون	محترمہ کاف خانم
(۲۴) حقیقت کے آئینے	راؤ شمشیر خاں (انگلینڈ)	(۲۶) جھروکہ بند کرو	آنسہ عثمانہ خاتون
(۲۷) ہمارا غصہ	بیگم اصغر حسین	(۲۹) اولاد آدم سے ابلیس	مختار احمد تقی الدین جامعی
(۳۳) اسلام کی بہادر	عبدالعلیم خاں انجم	(۳۴) سوال و جواب	محمد طارق ندوی
(۳۵) کینسر	سید مفتاح العارفین	(۳۶) کیا آپ جانتے ہیں	صالحہ فردوس ثانی
غیرت مند خلیفہ	طالب الہاشمی	دسترخوان	صالحہ فردوس ثانی

ایڈیٹر پرنٹر پبلشر محمد حمزہ حسنی نے مولانا محمد ثانی حسنی فاؤنڈیشن کے لیے نظامی پریس میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ رضوان ۲/۵۴، محمد علی لین گوئن روڈ سے شائع کیا

کتاب ہدایت

مولانا محمد اویس ندوی نگرامی

بڑی باتیں

غدّاری

اَلَّذِیْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ۔

(انفال ۷)

جن سے تُونے معاہدہ کیا، پھر وہ اپنا عہد ہر بار توڑ توڑ دیتے ہیں۔

غدّاری اور دغابازی کے معنی یہ ہیں کہ کسی کو زبان دے کر اطمینان دلایا جائے اور پھر موقع پاکر اس کے خلاف کیا جائے۔ قرآن پاک نے اس کو بھی خیانت کہا ہے۔ حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا، قیامت کے دن ہر غدّار کا جھنڈا ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اپنی فوج کے افسروں کو نصیحت فرماتے تھے کہ بدعہدی نہ کرنا یعنی دشمنوں سے معاہدہ کرکے پھر غدّاری نہ کی جائے۔

ایک بار حضرت امیر معاویہؓ نے رومیوں سے ایک خاص وقت تک کے لیے کوئی معاہدہ کیا تھا جب ختم ہونے کا زمانہ قریب آیا تو اپنی فوجیں لے کر ان کی سرحد کے پاس پہنچ گئے کہ ادھر مدّت ختم ہو اور ادھر حملہ کردیں، یہ دیکھ کر عمرو بن عبد نامی ایک صحابی سوار ہوکر نکلے اور زور سے آواز دی اللہ اکبر اللہ اکبر، بدعہدی نہیں، حضرت امیر معاویہؓ نے بلوا کر پوچھا کیا بات ہے؟ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سنا ہے کہ جب کسی قوم سے معاہدہ کیا جائے تو اس کی کوئی گرہ نہ باندھی جائے نہ کھولی جائے (یعنی اس میں نہ کم کیا جائے نہ زیادہ) اور یا اس کو پہلے سے خبر دے کر معاہدہ توڑ دیا جائے، یہ سن کر امیر معاویہؓ واپس چلے آئے۔

بہتان

وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ۔

اور یہ کہ وہ بہتان نہ باندھیں گی۔

بہتان یہ ہے کہ جان بوجھ کر کسی بے گناہ کو مجرم ٹھہرایا جائے یا اس کی طرف کوئی گناہ یا برائی لگادی جائے، یہ بھی ایک طرح کا جھوٹ ہے، قرآن نے اس کو بھی خیانت کہا ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس میں جو برائی نہیں اس کی نسبت اس کی طرف بہتان ہے، فرمایا کہ جو کوئی اپنے غلام پر تہمت لگائے، حالانکہ وہ بے گناہ ہو، قیامت کے دن اللہ اسی کی پیٹھ پر کوڑے مارے گا۔

بہتان باندھنے والا خدا کے نزدیک گنہگار ہے، اس کی گواہی کا اعتبار نہیں ہے، شریف بیویوں پر بہتان باندھنا عزت پر حملہ کرنا ہے اس لیے اس کی سزا یہ ہے کہ جو ایسا کرے اور شرعی گواہ نہ لاسکے، اس کو کوڑے مارے جائیں۔

چُغلی کھانا

مَشَّاءٍ بِنَمِیْمٍ (قلم)

جو چغلی کھاتا پھرتا ہے۔

چغل خور کا کام یہ ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان جھوٹی سچی باتیں بیان کرکے ایک دوسرے کے خلاف بھڑکائے جو یہ کام کرتا ہے وہ خدا کے نزدیک بہت ذلیل ہے۔

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے برے لوگ کون ہیں؟ پھر خود ہی فرمایا جو چغلیاں کھاتے پھرتے ہیں اور دوستوں کے آپس کے تعلقات خراب کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا گذر ایک قبرستان کے پاس سے ہوا تو فرمایا کہ ان میں سے ایک پر اس لیے عذاب ہورہا ہے کہ وہ چغلی کھاتا پھرتا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا حکم تھا کہ میرے اصحاب میں سے کوئی مجھ تک کسی کی بات نہ پہنچائے کیونکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس آؤں تو میرا دل صاف ہو۔

فرمایا جنّت میں چغل خور داخل نہ ہوگا۔

قرآن نے چغل خوروں کے فتنہ سے بچنے کے لیے ایک بڑا اچھا علاج یہ بتایا ہے کہ اس قسم کے لوگوں کی بات ہی نہ مانی جائے۔ فرمایا:۔

وَلَا تُطِعْ کُلَّ حَلَّافٍ مَّهِیْنٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِیْمٍ۔ (قلم)

اور تو ایسے کا کہنا مان جو بہت قسمیں کھاتا ہے، آبرو باختہ ہے (لوگوں پر) آوازیں کسا کرتا ہے چغلیاں کھاتا پھرتا ہے۔

غیبت

وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا۔

اور پیٹھ پیچھے کسی کو برا نہ کہو (حجرات ۲)

ایک حدیث میں ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ غیبت کس کو کہتے ہیں؟ آپ نے کہا کہ "تمہارا اپنے بھائی کی اس چیز کا ذکر کرنا جس کو وہ ناپسند کرے"۔

لوگوں نے کہا کہ اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو جس کو میں بیان کرتا ہوں تو حضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے کہا، اگر وہ عیب اس میں موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر نہیں ہے تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔

غیبت صرف زبان سے نہیں ہوتی ہے بلکہ ہاتھ، پاؤں اور آنکھ سے بھی ہوتی ہے، جیسے ایک آدمی لنگڑا ہے، اب اس کی نقل اتارنا، اور لنگڑا کر چلنا یہ غیبت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے غیبت کے لیے کہا ہے کہ بھلا تم میں سے کوئی اس بات کو گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے، اس سے معلوم ہوا کہ غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔

بعض مواقع ایسے آجاتے ہیں کہ آدمی کو دوسروں کی برائی بیان کرنا پڑتی ہے۔ اس وقت یہ گناہ نہیں رہتا ہے، وہ مواقع عام طور سے یہ ہوتے ہیں۔

۱۔ مذہبی اور اخلاقی برائیوں سے روکنا

۲۔ فتویٰ لینا ہو۔

۳۔ ایک آدمی کی برائی سے دوسروں کو بچانا ہو۔

۴۔ ایک آدمی ایسے نام سے مشہور ہوگیا کہ اگرچہ اس میں اس کا عیب ہے مگر وہ اب وہ اس سے چڑھتا نہیں ہے۔

۵۔ حاکم کی شکایت اس کے افسر کے سامنے کرنا ہو۔

۶۔ کھلّم کھلّا گناہ کرنے والے کی برائی بیان کرنا۔

بدگمانی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔

(حجرات ۱)

اے ایمان والو! بہت بدگمانی سے بچو، بے شک بعض بدگمانی گناہ ہے۔

کسی کی نیّت کے متعلق بے وجہ اپنے دل میں اچھا خیال نہ رکھنا ہی بدگمانی ہے اس کی وجہ سے آپس کا میل ملاپ کم ہو جاتا ہے، ایک دوسرے کو شک کی نگاہ سے دیکھنے لگتا ہے، آہستہ آہستہ یہ بدگمانی دلوں میں جڑ پکڑ جاتی ہے اور لڑائی کا اچھا خاصا سامان پیدا ہو جاتا ہے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت

عمار حسنی

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا
مومنو اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ۔
وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا۔
اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو اور اس پر قائم رہو۔

ہر شخص ذمہ دار ہے اور اس پر وہ جواب دہ ہوگا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ تم میں کا ہر شخص ذمہ دار ہے، اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں سوال ہوگا۔ حاکم رعیت کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ مرد ذمہ دار ہے اور اس سے اپنی رعیت کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے گی، عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار ہے اور اس سے اس ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا، خادم اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

حضرت حسنؓ کو صدقہ کے کھجور کھانے کی ممانعت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کا ایک کھجور اٹھا لیا اور اس کو منہ میں رکھ لیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں نہیں اس کو پھینک دو، تمہیں معلوم نہیں کہ ہم لوگ صدقہ کا مال نہیں کھاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

کھانے کے آداب

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا۔ میرا ہاتھ پلیٹ میں چاروں طرف جاتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بچے! بسم اللہ کر کے کھاؤ، داہنے ہاتھ سے کھاؤ، اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (بخاری و مسلم)

بچوں کو نماز کا حکم

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سات سال کی عمر میں اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو ترک نماز پر ان کو سزا دو اور ان کے بستر الگ کر دو (یعنی دس سال یا زیادہ عمر کے بچے ایک بستر پر نہ سوئیں) (ابوداؤد)

بچے کو ادب سکھانا بہتر ہے ایک صاع صدقہ کرنے سے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی اپنے بچے کو ادب سکھائے یہ اس سے بہتر ہے کہ ایک صاع صدقہ کرے۔ (ترمذی)

حضرت ایوب بن موسیٰ اپنے دادا کے واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی باپ اپنے بچے کو اچھی تہذیب و ادب سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دیتا۔ (ترمذی)

لڑکی اور لڑکے کی برابری سے پرورش دخول جنت کا سبب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے لڑکی پیدا ہو اور اس کو وہ زندہ درگور نہ کرے اور اس پر اپنے لڑکے کو بھی ترجیح نہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے (ابوداؤد)

لڑکیوں کی صحیح پرورش کرنے والا قیامت کے دن حضور کے ساتھ ہوگا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی حتی کہ وہ سن بلوغ تک پہنچ گئیں۔ قیامت کے دن میں اور وہ ساتھ ساتھ آئیں گے اور اپنی انگلیوں کو ملایا۔ (مسلم)

تین لڑکیوں کی صحیح پرورش کرنے والا جنتی ہے

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ان کو ادب و تہذیب سکھایا اور شادی کر دی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔ (ابوداؤد)

بیٹی کی کفالت کا صدقہ ہے

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تم کو بہترین صدقہ نہ بتا دوں، تمہاری بیٹی کے اخراجات تمہارے ہی ذمہ ہیں سوا تمہارے اس کے لیے کوئی کمانے والا نہیں۔ (ابن ماجہ)

اولاد میں برابری کا حکم

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے والد ان کو لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا میں نے اپنے اس لڑکے کو اپنا ایک غلام دیدیا ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، کیا اپنے سب لڑکوں کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے؟ والد صاحب نے فرمایا نہیں، تو حضورؐ نے فرمایا، اللہ سے ڈرو! اور اپنی اولاد میں انصاف کرو۔ میرے والد خدمت اقدس سے واپس آئے تو ہدیہ واپس لے لیا۔ (بخاری مسلم)

بقیہ۔ قول و عمل میں...

ہے اور ظاہری عمل دوسروں کو اپنی طرف کھینچ بلانے میں سچا مددگار ہے۔

تنہا کوئی قانون چاہے قانون شرعی کیوں نہ ہو انسانی زندگی کو ضابطہ میں نہیں رکھ سکتا۔ جب تک اس پر دل سے ایمان نہ ہو اور عمل کا خیال نہ رکھا گیا ہو۔

باطل سے کھلے سینوں ٹکر لینے کے پہلے امت کو اصلاح معاشرہ اور شرعی احکام پر خود عمل پیرا ہونا چاہیے جو چیز ہمارے عمل میں نہیں اس کو الفاظ کے میزان میں تول کر دوسروں کے سامنے وزن دار بنا دینا بہت مشکل کام ہے۔

امور دینی و شرعی احکام سے گستاخی کرنے میں پہل کھاتے پیتے لوگ کرتے ہیں بعد میں ان کی دیکھا دیکھی غریب عوام بھی ان کی راہ پر چل پڑتے ہیں علمائے کرام اور واعظین دینی جماعتیں، ائمہ مساجد، خطیب، قاضی، طلبہ اور کاروباری لوگ اور مزدور سب اٹھ کھڑے ہوں تو بات بنتے دیر نہ لگے گی۔ شادی بیاہ میں غیر شرعی معاملات کو کوڑا کرکٹ کی طرح پھینک دیا جانا چاہیے تاکہ اس امت کو سدھار کی طرف لے جایا جا سکے۔

مولانا عبدالسلام ندوی

مذہبی خدمات

اشاعت اسلام

ابتدائے اسلام سے خلفاء کے زمانے تک جن قوموں اور جن ملکوں میں اسلام پھیلا یہ اس کی نہایت سادہ تاریخ ہے، اب تاریخی حیثیت سے صرف یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے عہد میں اسلام کیونکر پھیلا؟ یورپ کے نزدیک اس سوال کا جواب ہمیشہ تلوار کی زبان نے دیا ہے لیکن ہم نے جو واقعات جمع کر دیے ہیں ان میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں جس سے جبری اسلام کی شہادت مہیا کی جا سکے، عہد نبوت میں صحابہ کرام کے مساعی جمیلہ سے اسلام کی جو کچھ اشاعت ہوئی وہ محض ان کے وعظ و پند ہدایت و ارشاد، فضائل اخلاق اور ذاتی رسوخ و اقتدار کے بدولت ہوئی، عہد خلافت میں بے شبہ فتوحات کے ساتھ ساتھ اشاعت اسلام نے بھی وسعت و عمومیت حاصل کی لیکن اس زمانہ میں بھی کسی سے تلوار کی زبان سے کلمہ نہیں پڑھوایا گیا۔

(۱) بلکہ چند لوگوں نے صرف صحابہؓ کے فضائل اخلاق کی بنا پر اسلام قبول کیا چنانچہ جنگ قادسیہ میں ایک ایرانی گرفتار ہو کر آیا اور مسلمان ہو گیا، اس کو مسلمانوں کی وفاداری راست بازی اور ہمدردی کا منظر نظر آیا تو بے ساختہ کہنے لگا کہ جب تک تم میں یہ اوصاف موجود ہیں تم شکست نہیں کھا سکتے، اب مجھے ایرانیوں سے کچھ مطلب نہیں۔

شطا جو مصر کا ایک بہت بڑا رئیس تھا مسلمانوں کی اخلاقی حالت کا چرچا سن کر گرویدۂ اسلام ہو گیا اور دو ہزار آدمیوں کے ساتھ اسلام قبول کر لیا، تاریخ مقریزی میں ہے:

نخرج شطا فی الفین من اصحابہ والحق بالمسلمین وقد کان قبل ذالک یحب الخیر ویمیل الی مایسمعہ من سیرۃ اھل الاسلام

"شطا دو ہزار آدمیوں کے ساتھ نکلا اور مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو گیا، وہ پہلے نیکی کو دوست رکھتا تھا اور مسلمانوں کے محاسن اخلاق کو سن کر ان کی طرف مائل تھا۔"

صحابہؓ کے محاسن اخلاق میں مساوات ایک ایسا وصف تھا جو خود قلوب کو اپنی طرف مائل کرتا تھا بالخصوص جب مسلمانوں کی مساویانہ طرز معاشرت کا ایرانیوں کی ناہموار طرز معاشرت سے مقابلہ ہوتا تھا تو یہ وصف خصوصیت کے ساتھ نمایاں ہو جاتا تھا اور حق پسند لوگ خواہ مخواہ بندوں کی غلامی سے رہائی حاصل کرنا چاہتے تھے چنانچہ ایک بار زہرہ نے رستم سے دوران گفتگو اسلام کے جو محاسن بتائے ان میں ایک یہ تھا۔

اخراج العباد من عبادۃ العباد الی عبادۃ اللہ تعالیٰ

"بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر خدا کی غلامی میں داخل کرنا اسلام کا اصلی مقصد ہے"

رستم نے یہ سن کر کہا لیکن ایرانیوں نے تو اردشیر کے زمانے سے طبقہ سافلہ کے پیشے متعین کر دیے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر وہ اس دائرے سے نکلے تو شرفاء کے حریف بن جائیں گے، رذیل ایک شخص ابتدا ہی سے اس گفتگو کو سن رہا تھا اس پر اس کا یہ اثر ہوا کہ رستم چلا گیا تو اس نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔

(۲) بہت سے لوگ دعوت و تبلیغ سے اسلام لائے مثلاً مثنی بن حارثہ شیبانی کی کل قوم اس کی دعوت سے اسلام لائی، ایک بار بہت سی رومی لونڈیاں آئیں، حضرت عثمانؓ نے ان کو دعوت اسلام دی اور ان میں سے دو مسلمان ہو گئیں، قنسرین اور حلب پر حملہ ہوا تو وہاں کے عرب قبائل حضرت ابوعبیدہؓ کی دعوت سے اسلام لائے۔

جب اشعث بن قیس نے حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں آذربائیجان کو فتح کیا تو وہاں اہل عرب کی ایک جماعت مقرر کر دی کہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں چنانچہ اس مقدس جماعت کے اثر سے چند ہی دنوں میں بہت سے لوگ مسلمان ہو کر قرآن مجید کی تعلیم سے بہرہ اندوز ہو گئے،

(۳) بہت سے لوگوں نے بطوع و رضا خود اسلام قبول کیا چنانچہ جنگ اسکندریہ کے بعد جب اسیران جنگ کو اختیار دیا گیا کہ وہ خواہ اسلام قبول کریں خواہ اپنے مذہب پر قائم رہیں تو ان میں بہت سے قیدیوں نے خود بخود اسلام قبول کر لیا۔

(۴) بعض لوگ بے شبہ مغلوب ہو کر اسلام لائے لیکن ان کو اسلام لانے پر مجبور نہیں کیا گیا بلکہ ان کو خود نظر آیا کہ اب ان کی بھلائی اسی میں ہے کہ اسلام کے دائرے میں داخل ہو جائیں چنانچہ جنگ قادسیہ میں رستم کے قتل کے بعد پرویز کی باڈی گارڈ فوج نے کہا کہ "ہماری حالت ایرانیوں سے مختلف ہے، اب ہمارا کوئی ٹھکانا نہیں ہم نے ایرانیوں کے لیے کوئی نمایاں کام نہیں کیا، اس لیے بہتر یہی ہے کہ ہم مسلمانوں کے دین میں داخل ہو کر ان کے ذریعہ سے عزت حاصل کریں" سیاہ اسواری نے اپنے رفقاء کے ساتھ اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا تو کہا کہ "ہم لوگ پہلے ہی سے کہتے تھے کہ یہ لوگ (مسلمان) اس سلطنت پر غالب ہو جائیں گے اور اصطخر کے محل ان کے گھوڑوں کے اصطبل بن جائیں گے، اب تم ان کا غلبہ علانیہ دیکھ رہے ہو، سوچو اور ان کے دین میں داخل ہو جاؤ۔"

نومسلموں کا تکفل

اسلام کی ابتدا نہایت غربت کے ساتھ ہوئی اس کے ساتھ وہ ابتداء میں اس قدر مبغوض تھا کہ جو شخص اس کو قبول کرتا تھا اس کو مجبوراً اپنے گھر بار، اہل و عیال اور دولت و مال سے کنارہ کش ہونا پڑتا تھا، اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ جو لوگ اسلام کے دائرہ میں داخل ہوتے تھے اسلام ہی کو ان کے سد رمق کا متکفل ہونا پڑتا تھا۔ اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو اس خاص خدمت پر مامور کر دیا تھا کہ جو محتاج مسلمان آئیں قرض لے کر ان کے کھانے اور کپڑے کا انتظام کر دیں، اس کے بعد جب کہیں سے مال آتا تو وہ قرض ادا کر دیا جاتا لیکن صحابہؓ کی ذاتی فیاضیاں بھی بہت کچھ اس کار خیر میں حصہ لیتی تھیں، بالخصوص حضرت ابوبکرؓ کو اکثر اس کی توفیق ہوتی تھی، ان کو تجارتی کاروبار نے نہایت دولت مند بنا دیا تھا اور ان کی دولت کا بڑا حصہ مسلمانوں کی دستگیری اور اعانت میں صرف ہوتا تھا، اصابہ میں ہے:

وعندہ اربعون الفا فکان یعتق منھا ویعول المسلمین (ان کے پاس چالیس ہزار تھے جن سے وہ غلاموں کو آزاد کراتے تھے اور مسلمانوں کا تکفل فرماتے تھے۔

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا ایک نہایت دولت مند اور فیاض صحابیہ تھیں اس لیے ان کا گھر گویا مسلمانوں کا مہمان خانہ بن گیا تھا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کو ان کے یہاں صرف اس بنا پر عدت بسر کرنے کی اجازت نہیں دی کہ ان کے گھر میں مہمان کی کثرت سے پردہ کا انتظام نہیں ہو سکتا تھا۔ حضرت درہؓ بنت لہب بھی نہایت فیاض تھیں اور مسلمانوں کو کھانا کھلایا کرتی تھیں، کبھی کبھی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کو نومسلموں کی اعانت کی طرف متوجہ فرماتے اور صحابہ بخوشی ان کا تکفل فرماتے، ایک بار قبیلہ بنو عذرہ کے تین شخص آپ کی خدمت میں حاضر

(بقیہ صفحہ ۔۔ پر)

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

وقت کی پکار اور مسلمانوں کا اہم ترین مسئلہ

ھندستان کے مسلمانوں کا سب سے اہم مسئلہ اس وقت یہ ہے کہ اُن کی آیندہ نسلیں اسلامی عقیدہ پر قائم اور اسلامی تہذیب و روایات کی حامل رہیں، یہ وہ اہم اور مقدس ذمہ داری ہے جس کا پورا کرنا ان کے لیے اپنی جان سے اور اپنی عزت و ناموس کی حفاظت سے کم ضروری اور اہم نہیں ہے۔

یہ ذمہ داری مسلمانوں پر یوں تو ہر دور اور ہر ملک میں عائد ہوتی ہے لیکن ہمارے ملک ہندستان اور خاص کر ہماری ریاست اتر پردیش میں اس مسئلہ نے اس وقت ایک خاص اہمیت اور سنگین صورت اختیار کر لی ہے، ایک طرف حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر بچہ اور ہر بچی کے لیے تعلیم لازمی ہوگی اور دوسری طرف اس فیصلہ اور منصوبہ کو عمل لانے کے لیے اسکولوں میں ایک ایسا نصاب رائج کر دیا گیا ہے جس میں صاف صاف مشرکانہ عقائد اور ہندو دیومالا کی تعلیم اور ایسے قصے کہانیاں شامل ہیں جن کو پڑھنے اور جن پر یقین کرنے کے بعد کوئی مسلمان بچہ مسلمان نہیں رہ سکتا، اس نصاب اور نظام تعلیم کی وجہ سے وسیع پیمانہ پر مسلمان بچوں کے ذہنی اور تہذیبی ارتداد کا کھلا خطرہ سامنے آگیا ہے۔

اگر ہم مسلمانوں نے اس مسئلہ کی اہمیت اور وقت کی نزاکت کا احساس نہ کیا تو اس بات کے صاف آثار نظر آ رہے ہیں، جس کے سمجھنے کے لیے کسی بڑی ذہانت اور دور بینی کی ضرورت نہیں ہے، کہ ہماری آیندہ نسل اسلام سے بیگانہ، عقیدۂ توحید و رسالت سے ناآشنا، اسلامی تہذیب و خصوصیات سے عاری اور کفر و ایمان کے فرق سے بھی بے خبر اور بے نیاز ہو جائے گی۔

یہ وہ صورت حال ہوگی جو مسلمانوں کے ملی وجود کو ختم کر کے ان کو ایک ایسی قوم بنا دے گی جس کا رشتہ ہادئ عالم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین اور آپؐ کی تعلیم سے کٹ جائے گا اور جس کے عقائد و خیالات (خدانخواستہ) ہندوانہ ہوں گے۔

ہر واقف آدمی جانتا ہے کہ یہ جو کچھ کہا جا رہا ہے محض خطرہ اور وہم نہیں ہے بلکہ جو مسلمان بچے اسکولوں میں یہ نصاب پڑھ رہے ہیں اور ان کے سرپرستوں نے اُن کی دینی تعلیم و تربیت کا کوئی خاص بند و بست نہیں کیا ہے اُن میں یہ چیزیں ابھی سے پیدا ہونے لگی ہیں، ابھی اس نصاب تعلیم کو رائج ہوئے چند ہی سال ہوئے ہیں لیکن اس کے یہ اثرات آنکھوں سے نظر آ رہے ہیں کہ بہت سے مسلمان بچے اسلامی تعلیم و عقیدہ سے دور و بیگانہ اور ہندویت سے قریب ہو رہے ہیں، تعظیم و احترام، سلام و کلام اور نشست و خواند میں ملت اسلامیہ کے نونہال اور نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے امتی نظر آنے کے بجائے اپنے ہم سبق اور ہم وطن ساتھیوں کی طرح ہندو مذہب و تہذیب کا نمونہ نظر آتے ہیں، اسلامی طریقے پر سلام کرنے کے بجائے ہندوانہ طریقے پر ہاتھ جوڑ کے "نمستے" کہتے ہیں اور اس سے بہت آگے یہ بھی کہ وہ ہندو دیوتاؤں کو کارساز و مشکل کُشا سمجھنے لگے ہیں جو صریح کفر و ارتداد ہے۔

وہ اس اردو سے جس کے ذریعہ اسلامی تعلیمات سے واقف ہونا ان کے لیے کچھ آسان ہوتا بالکل ناواقف ہیں، اس لیے ہندی نہ جاننے والے اپنے والدین کو بھی وہ خط ہندی میں لکھتے ہیں، دیکھنے والوں نے اس تبدیلی کے ایسے مناظر بھی اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں جن کو دیکھ کر مومن کا دل خون ہو جانا چاہیئے۔

ہمیں اللہ کے بھروسہ پر اس صورت حال کا مقابلہ کرنا اور ملت اسلامیہ کے بچوں کو اس انجام سے بچانا ہے

اس سلسلے میں ہمارے پاس دو کام ہیں — ایک حکومت سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ ہندستان کے دستور و آئین اور اپنے اعلان کے مطابق نصاب تعلیم کو لامذہبی اور سکولر بنائے اور اس میں سے ان عناصر کو خارج کرے جو ایک مخصوص مذہب و تہذیب کی نمایندگی کرتے اور اس کے عقائد کی تعلیم دیتے ہیں۔ ہمیں یہ آواز پوری طاقت، تنظیم اور بے غرضی کے ساتھ بلند کرنا ہے اور اس کے لیے تمام وہ ذرائع اور طریقے اختیار کرنے ہیں جن کا حق کسی جمہوری اور آزادی کے باشندوں کو حاصل ہوتا ہے اور ہمارے ملک کے دستور نے ہم کو بھی دیا ہے۔

دوسری ٹھوس اور تعمیری کوشش اس سلسلہ میں ہمیں اس کی کرنی ہے کہ ہر مسلمان بچہ دین کی بنیادی تعلیم حاصل کرے، اس کے لیے جہاں ممکن ہو ایسے مکاتب قائم کیے جائیں جن میں سرکاری معیار کی ابتدائی تعلیم کے ساتھ بنیادی دینی تعلیم کا بھی انتظام ہو — اور جہاں ایسا مکتب قائم نہ ہو سکے وہاں سرکاری اسکولوں میں پڑھنے والے مسلمان بچوں کی دینی تعلیم کے لیے صبح یا شام کے وقت ایک گھنٹہ کا مکتب قائم کیا جائے۔

دونوں قسم کے ان مکاتب کا جال ہمکو محلہ محلہ اور گاؤں گاؤں بچھانا پڑے گا ہماری آیندہ نسلیں صرف اس صورت میں اسلام پر قائم اور اسلامی عقیدہ و تہذیب کی حامل رہ سکیں گی۔

ہماری دعوت و پکار

اس لیے ان سب مسلمانوں کو جن کو دین عزیز ہے اور آیندہ نسلوں کے ایمان کے مسئلہ کی جن کے نزدیک کوئی اہمیت ہے ہماری یہ دعوت اور پکار ہے کہ اس خالص دینی اور مقدس جد و جہد میں وہ جو بھی حصہ لے سکتے ہوں ضرور لیں اور اس کو اپنا فرض اور عبادت سمجھیں، ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ عبادت ہے اور اللہ کے نزدیک اس کا درجہ نفلی عبادتوں سے بلند ہے، جو بھائی وقت دے سکتے ہوں وہ وقت دیں اور جو دوڑ دھوپ کر سکتے ہوں وہ دوڑ دھوپ کریں۔ اثر و رسوخ رکھنے والے اپنے اثر اور رسوخ کو اس مقصد کے لیے استعمال کریں۔

یہ کام جہاں شروع ہو وہاں کے آپ کے جانے پہچانے ذمہ دار جب سرمایہ کی فراہمی کے لیے اٹھیں تو امیر غریب سب اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اس میں حصہ لیں اگر ہم نے اپنا یہ فرض ادا کیا تو اللہ تعالیٰ ضرور ہماری مدد کرے گا۔ اس کا وعدہ ہے۔

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ

اگر تم نے اللہ کے دین کی خدمت کا حق ادا کیا تو اللہ ضرور تمہاری مدد کریگا

یاد رکھیے جو جد و جہد خالص دین کے لیے اور ایمان کی حفاظت کے لیے ہو اس کی اعانت میں بخل سے کام لینا بڑے خطرہ کی علامت

بقیہ:- اسلام کی بہادر مبلغہ

مطلق نہ گھبرائیں اور مٹھی بھر جانبازوں کے ساتھ تلوار چلاتی دشمنوں کے لشکر کو چیرتی صاف بچ کر نکل گئیں اور پلٹ کر ایسا سخت حملہ کیا کہ دشمن کے قدم اکھڑ گئے — آپ علوم و معارف کا سرچشمہ بھی تھیں قرآن پاک نہایت خوش الحانی سے پڑھتی تھیں زندگی کے آخری دور میں تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا تھا چنانچہ آپ کی وجہ سے ہزار گمراہ راہ راست پر آگئے۔

مولانا عبدالکریم پاریکھ

قول و عمل میں یکسانیت

ھمارے علاقے میں ۹۹ فیصد مقامی غیر مسلم بھائی دھوتی پہنتے رہے اب پاجاموں کا رواج ہو چلا۔ کھانے میں بہت کم ورائیٹیز (VARITIES) یہاں پائی جاتی تھیں لیکن مسلمانوں کا ذوق طعام ایک طویل فہرست کو عوام کے سامنے لے آیا۔ پھر کیا تھا اس ٹسٹ (TEST) کو اب ہر جگہ کڑھی چاول کے بجائے بریانی، قورمہ، بھونا گوشت مرغ مسلّم اور طرح طرح کے ذائقہ والے کھانے پسند کیے جانے لگے حتیٰ کہ تقسیم کے بعد دوسرے بھائیوں میں گوشت خوری اتنی بڑھ گئی کہ اب مسلمان گوشت کو ترس گیا۔

عورت کو ایام حیض میں گھر کے باہر بیٹھنا پڑتا۔ کھانا پکانا اس کے ہاتھ کا ناپاک مانا جاتا۔ مرد کو ایسے حالات میں ہر ماہ میں پانچ یا دس دن خود کھانا تیار کرنا پڑتا اور اچھوت کی طرح حیض والی عورت کو دور سے کھانا دیکر مرد اپنی ڈیوٹی پر جاتا مزدور پیشہ لوگوں کی پریشانی ہر کوئی سمجھ سکتا ہے لیکن سب سے بڑی ذلّت و رسوائی کی بات یہ ہوتی کہ عورت گھر کے باہر دکھائی پڑتی۔ مارے شرم کے یہ بھی بیچاری پریشان تھی۔ اسلام نے حائضہ عورت سے جنسی تعلق کو منع کر دیا۔ نماز اسے معاف کر دی، کتاب اللہ کو چھونا منع ہو گیا، روزے بعد میں قضا رکھ لے اور بس۔ باقی گھر کے تمام کام کاج بدستور کرنے میں کوئی پابندی نہیں۔ چھوت کا کوئی سوال نہیں۔ اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانے میں کوئی دقت نہیں، کوئی گھن اور نفرت نہیں۔ بس مسلمانوں کی دیکھا دیکھی اب دوسری قومیں بھی اس طرف چل پڑیں کہ انھیں طریقۂ اسلامی نہایت درست اور قابل عمل دکھائی دیا۔ دوسری قوم کے مرد اور عورت اس طریقہ کو اچھا جان کر چل پڑے اور اپنی رسومات چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ دین سہل اور آسان تو ہے ہی، ساتھ ہی ساتھ انسانی زندگی کے کسی گوشے میں بھی دین پر عمل کرنے کے بعد کوئی حیرانی پریشانی ہرگز نہیں اصل دین فطرت کی یہ خوبی تمام انسانوں کو اپنی طرف کھینچ لائے گی شرط ہے مسلمان نام کی ملّت کا صحیح طریقہ پر عمل پیرا ہونا۔

بھائیو! یہی معاملہ نکاح ایجاب قبول مہر خطبۂ نکاح اور ولیمہ، طلاق و خلع، وراثت وغیرہ کا ہے۔ صحیح صحیح عمل ہونے کی صورت میں آج کے حالات کے آجانے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا بلکہ ہمارے دینی احکامات و شرعی اصول کو دوسرے لوگ ادب و احترام کی نظر سے نہ صرف دیکھتے بلکہ جہاں انھیں خوبیاں نظر آجائیں بس آپ ہی کے طریقے کی پیروی بھی کر لیتے ہے۔

مذکورہ دلائل سے یہ بتانا مقصود تھا کہ اچھا عمل دیکھ کر دوسرے راغب ہوتے ہیں۔ یہ تو معمولی باتیں ہیں مگر اصل شرعی معاملات کی پابندی اگر ہم کرتے ہوتے تو یہ نوبت نہ آتی کہ ہمارے عائلی قانون پر چھینٹا کشی کا موقع کسی کو با آسانی مل جاتا اگر ہم شادی بیاہ میں اچھے نمونے اور خاندانی زندگی میں اسلام پر پورا پورا عمل کرتے ہوئے بہت سی پریشانیوں کو تحلیل ہونے میں قدرتی تعاون ہمیں حاصل ہوتا۔ دل جذبات کی آماجگاہ ہے۔ زبان و قلم الفاظ کی فیکٹری

(بقیہ صفحہ پر)

مجرم کون ہے

طیبہ یاسمین

"اُف! یہ آج کل کی لڑکیاں! — خدا جانے اپنے آپ کو کیا سمجھتی ہیں۔ ان کو "لڑکیاں" نہیں آفت کی پرکالیاں کہنا چاہیئے۔ نہ آنکھوں میں حیا نہ بزرگوں کا لحاظ، بس جدھر جاتی ہیں اُدھر کھی کھی کھی کرتی، شور مچاتی چلی جاتی ہیں۔ اتنا نہیں سوچتیں کہ غیر مرد آواز سن لیں گے، توبہ ہے بوا۔" بڑی بی آج کل کی لڑکیوں کے لچھن دیکھ دیکھ کر جل رہی تھیں اور سلمیٰ کی امی سے شکایت کر رہی تھیں —

سلمیٰ کی امی بولیں۔ "بس بوا دیکھ لو، آج کل فیشن اور آزادی کی ہوا چل رہی ہے ہم تو بول بھی نہیں سکتے، جاہل، اُجڈ، گنوار اور پرانے خیال کے کہلائیں گے — آزادی نسواں کا بھوت سر پر سوار ہے۔ اور سلمیٰ ہی کو لو رات دن، باپ بھائی سے آزادی آزادی کی بحث چلتی رہتی ہے — بہترا کہتی ہوں بڑوں سے زبان نہ چلایا کر، مگر وہ کسی کی سنے بھی، میں تو تنگ آگئی بوا اس آزادی سے، آگ لگے ان آزادی کے علمداروں کو جنھوں نے مذہب سے بھی آزادی دلا دی ہے، صبح کو گئی رات کو آتی ہے"۔

بڑی بی (شہ پاکر) "اے بی! تو کیا تم اس کو منع نہیں کرتیں؟ جوان لڑکی اور سارا دن غائب۔ اے ہے یہ کیا بات ہے؟ نو جی! میری تو ایسی بیٹی ہوتی تو ٹانگیں توڑ کر گھر میں ڈال دیتی"۔

سلمیٰ کی امی: (ٹھنڈی سانس بھر کر) "کیا کروں بوا؟ میری تو اس گھر میں چلتی نہیں، باپ بھائی بھی اسی خیال کے ہیں۔ وہ اسے کالج میں تو پڑھا رہے ہیں مگر اسلامی تعلیم نہیں دیتے، نماز روزہ سے تو کوسوں دور ہے۔ اب بڑی ہو گئی ہے، مار بھی تو نہیں سکتے۔ میں آخر کروں بھی تو کیا؟ گھر سنبھالوں یا اس کا دھیان رکھوں؟ یہ بنّو تو بھول کر بھی کبھی باورچی خانہ میں قدم نہیں رکھتی کہتی ہے عورتوں کی توہین ہے کہ وہ مردوں کی غلام بن کر ان کو کھانا کھلائیں ہم تو ایسی باتیں جانتے نہیں بوا۔ پہلے تو اس میں عزت سمجھی جاتی تھی کہ مردوں کی خدمت کریں۔ مجھے تو یہ فکر ہے کہ سسرال میں جاکر کیا کرے گی؟ یہاں تو گذر ہو رہی ہے"۔

بڑی بی: (سسرال کے نام سے چونک کر) "ارے ہاں بی! خوب یاد آیا۔ اب سلمیٰ ماشاءاللہ جوان ہے۔ کوئی رشتہ ڈھونڈ بیاہ دو نا، زیادہ پڑھا لکھا کیا کرو گی؟ نوکری تھوڑی کرانی ہے، زیادہ پڑھی لکھی لڑکیاں شوہروں کے قبضہ میں نہیں آتیں"۔

سلمیٰ کی امی: "بڑی بی! وہ تو نام بھی نہیں لیتی شادی کا۔ اب موئی ایک اور جماعت بن رہی ہے۔ جس میں کنواری رہنے کا عہد کیا جاتا ہے اور وہ "کنواروں کی جماعت" کہلاتی ہے۔ بس اس میں شامل ہو رہی ہے میرے تو ہوش اڑے جا رہے ہیں" یہ باتیں ہو رہی

دیکھو کر، کہاں پہلے کی تو لڑکیاں شادی کے بارے میں کچھ کہتی تک نہ تھیں۔ جہاں ماں باپ نے مناسب سمجھا کر دی، اور اب وہ پٹاک پٹاک گفتگو کرتی ہیں کہ توبہ ہی بھلی۔"

بڑی بی: "اے رہنے دو بوا۔ یہ کنواروں کی جماعت کے کیا کہنے؟ یہ تو آج کل عورتیں نئے نئے شگوفے چھوڑتی رہتی ہیں اور کہتی ہیں ملک ترقی کر رہا ہے۔ اس لیے ہم بھی ترقی کر رہے ہیں"۔ بھاڑ میں جائے ایسی ترقی (ایک لخت چونک کر) ہاں سلمیٰ نے تو اب پردہ بھی اتار دیا ہے کیا سوچ رکھا ہے تم نے؟"

سلمیٰ کی امی: "تو پھر کیا کروں، اور رونا کس بات کا ہے؟ میں نے بہتیرے واسطے دیے، بہتیرا سمجھایا کہ پردہ نہ اتارو، مگر باپ بھی ساتھ مل گیا اور وہ اور بھی دلیر ہو گئی۔ کہتی ہے کہ پردہ کرنے سے آزادی میں فرق پڑتا ہے ہم اسی لیے ترقی نہیں کر رہے ہیں کہ ہماری عورتیں گھر کی چار دیواری میں بند رہتی ہیں۔ یورپ کی عورتیں دیکھو تو کیسے ٹھاٹ سے پھرتی ہیں اور وہ کتنی ترقی کر رہی ہیں اور پھر جب مرد آزادی سے گھومتے پھرتے ہیں تو ہم کیا کسی سے کم ہیں؟ ہم کیوں نہ آزاد رہیں! وہ لو بی ہر وقت مردوں کی برابری کی رٹ لگائی رہتی ہے۔"

بڑی بی: "اس وقت کہاں ہوگی سلمیٰ؟"

سلمیٰ کی ماں: "آج کسی گورنر کی سلامی ہے، وہاں گئی ہے، صبح کی بھوکی گئی ہوئی ہے، بس اب آتی ہی ہوگی۔"

بڑی بی: "بس آج تو میں اس کے پیچھے پڑوں گی اچھی طرح سے۔"

(اتنے میں سلمیٰ اندر داخل ہوتی ہے میانہ قد کی قبول صورت لڑکی ہے خوب پینٹ کیا ہوا ہے۔ بال کٹے ہوئے ہیں)

سلمیٰ: (آتے ہی ٹھنک کر) "امی آج تو بڑی بھوک لگی ہے، جلدی دو کھانا، ہائے جلدی" (بڑی بی کو دیکھ کر) "ہیلو بڑی بی! کیا حال ہے؟" (بڑی بی سے چمٹ جاتی ہے)

بڑی بی: (سلمیٰ کو ہٹاتے ہوئے) "ارے ہٹو بھی، نہ سلام نہ دعا، یہ کیا ہالو ہالو سیکھ لیا ہے، منہ اٹھائے چلی آ رہی ہیں، کیا ہو گیا ہے تمھیں؟"

سلمیٰ (کچھ نہ سمجھتے ہوئے) "کیوں بڑی بی کیا ہوا؟"

بڑی بی: "ہونا کیا تھا۔ میں نے آج سب کچھ تیرے متعلق سن لیا ہے۔ میں تو تجھ سے بولنے کی نہیں۔"

سلمیٰ: "کچھ بتاؤ تو سہی؟"

بڑی بی: "یہ کیا آزادی آزادی کی رٹا لگا رکھی ہے؟ ہم نے تجھے قید کر رکھا ہے کیا؟ دن بھر گورنروں کی سلامی ہوتی ہے۔ اور بنو تو نے صرف مردوں ہی سے آزادی حاصل نہیں کی بلکہ دین و مذہب سے بھی آزاد ہو گئی ہے، پردہ تو تو نے اتار دیا اور بال بھی کٹوا لئے، کیا اب باپ دادا کی ناک کٹوا کر رہے گی؟"

سلمیٰ: (برا مانتے ہوئے) "تمہارا تو بڑی بی دماغ خراب ہو گیا ہے، تم جاہل کیا جانو، ملک کی ترقی کا راز اسی میں ہے کہ عورتوں کو آزادی ملے اور مردوں کے شانہ بشانہ کام کریں۔ آج ہی ہماری صدر کہہ رہی تھیں کہ عورتوں کو بالکل آزاد اور مردوں سے بے نیاز ہو کر رہنا چاہیئے۔ انھیں چاہیئے کہ اپنے پاؤں پر خود کھڑی ہوں وہ کیا کسی سے کم ہیں جو مردوں کی غلامی کریں؟"

بڑی بی: "ارے رہنے بھی دو بوا۔ ہم تو اب خیر سے تمہارا گھر بسانا چاہتے ہیں۔"

سلمیٰ: (ناک بھوں چڑھاتے ہوئے) "ارے کس چیز کا نام لے دیا؟ توبہ، خدایا کس دماغ کی بڑھیا ہے، خود تو شادی کر کے رات دن بڈھے کی غلامی کرتی ہے، اب دوسروں کی راحت دیکھ کر جلتی ہو نا! میں تو کنواری رہنے کا عہد بھی کر چکی —— شادی کے نام سے تو مجھے آگ لگتی ہے۔ یہ موئے مرد تو بس چاہتے ہیں کہ بے دام کی لونڈی مل جائے اور ان سے خوب نوکری کرائیں۔ نہ جی، ہم تو باز آئے۔ اس شادی سے۔"

بڑی: "توبہ۔ ہائے توبہ! اے ہے، کیسی زبان دراز لڑکی ہے، ارے تو تو بڑوں کے سامنے زبان چلاتی ہے اور انھیں پاگل سمجھتی ہے؟"

سلمیٰ: "ہاں بڑی بی! تم بھی کم نہیں ہو کسی سے، دماغ تمہارا خراب ہو چکا ہے، اب میرا دماغ مت چاٹو۔" (دوڑتی ہے)

سلمیٰ کی امی: (مامتا سے مجبور ہو کر) "ہاں بڑی بی! رہنے دو بیچاری کو، آخر صبح کی بھوکی ہے اور تم اس کے پیچھے آتے ہی پڑ گئیں؟" (سلمیٰ کو پیار کرتی ہے)

بڑی بی (حیران ہو کر) "ارے واہ بوا، خود ہی تو اس کی شکایتیں کی تھیں۔ اور اب میں اسے سمجھانے لگی ہوں تو الٹا مجھ کو منع کرتی ہو؟ اب سمجھی میں سارا معاملہ۔ ہم تو بس جاتے ہیں۔ دوبارہ کبھی ادھر کا رخ کیا تو کہنا۔" —— (جاتی ہے)

سلمیٰ کی امی: .... "ارے کہاں چلیں، بات تو سنو! اتنی بات کا برا مان گئیں؟ —— اے بڑی بی۔ بڑی بی —— بڑی بی ——"

بقیہ: اسوۂ صحابیہ

ہوئے اور اسلام قبول کیا، آپ نے فرمایا ان کا بار کون اٹھائے گا، حضرت طلحہؓ نے کہا میں"

آنسہ عثمانہ خاتون

اے دخترِ ہندوستاں!

یہ ریشمی ملبوس یہ زرکار غرارے
یہ جذبۂ حیا ذوقِ نمائش میں گرفتار
آراستہ چہرے پہ عیاں پوڈر و لالی
انداز بناوٹ کے لچکتی ہوئی رفتار
بازار میں موجود ہیں شانوں کو بھڑائے
یہ مشرقی تقدیس! اور عریاں سرِ بازار
کردار اور اخلاق تباہ ہو کے رہے گا
اے دخترِ ہندوستاں! ہوشیار، ہوشیار
اے قوم بد اندیش کی ماں بیٹیو بہنو!
اب ہم میں کوئی شخص نہیں طارقؒ و ضرارؓ
وہ چیز سنوارو کہ جو ہے قوم کی دولت
گودوں سے کرو خالدؓ و فاروقؓ کو تیار

معذرت: قارئین کرام! اپنی تمام تر کوشش کے باوجود رسالہ میں غیر معمولی تاخیر ہو گئی۔ کرفیو کی وجہ سے پورے ماہ دسمبر ادارے میں کوئی کام نہ ہو سکا۔ ادارہ قارئین سے معذرت خواہ ہے۔

مہاجرین میں جو لوگ مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو صحابہؓ کے حوالے کر دیتے تھے اور صحابہ ان کو تعلیم دیتے تھے اور ان کی معاش کے متکفل ہوتے تھے چنانچہ تعلیم قرآن کے عنوان میں اس کی مثالیں آئیں گی۔

بقیہ حقیقت کے آئینے میں

اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ ہماری شکلوں کو نہیں دیکھتا بلکہ دلوں کو دیکھتا ہے۔ ہم سب کو چاہیئے کہ اپنی زندگی اسلامی رنگ میں رنگ لیں۔

ٹیلی ویژن ایک خطرہ

محمد شعیب اللہ خان مفتاحی
ناظم مدرسہ مسیح العلوم بنگلور

موجودہ معاشرت میں کھلے طور پر دیکھا جاسکتا ہے کہ عفت و عصمت کی قدروں کو پامال کیا جارہا ہے، اخلاقی اقدار کو پست کیا جارہا ہے، بے حیائی، عریانی، فحش اور جنسی بے راہ روی، مرد و زن کا آزادانہ اختلاط حدوں کو پھلانگتے جارہے ہیں۔ اگر بہ نظر انصاف دیکھا جائے تو ان سب بیماریوں اور اخلاقی کمزوریوں کا موجودہ معاشرے میں واحد سر چشمہ یہی ٹیلی ویژن ہے۔ اس نے فساد و بگاڑ کا وہ کارنامہ انجام دیا ہے جس کی نظیر اس سے پہلے ادوار میں کہیں نہیں ملتی۔

پھر اس بگاڑ کے نتیجہ میں جو دنیوی عذابات کا سلسلہ قائم ہوا ہے وہ نفع میں ہے ہم یہاں اختصار کے ساتھ ٹیلی ویژن سے پیدا ہونے والے روحانی مفاسد اور جسمانی نقصانات کو پیش کرکے "شہادت حق" کا فریضہ ادا کردینا چاہتے ہیں (واللہ الموفق)

ٹی وی اور روحانی مفاسد

بے حیائی کی اشاعت

امریکا اور بہت سے ممالک میں جنسی آزادی و بے راہ روی کے نتیجہ میں جو شدید بحران پیش آیا، اس کو ختم کرنے کے لیے وہاں بہت ساری تدبیریں عمل میں لائی گئیں، مگر نتیجہ صفر نکلا تو وہاں محفوظ جنسی عمل (SAFE SEX) کے عنوان سے بعض احتیاطی تدابیر اور طریقوں کو پریس اور ٹیلی ویژن کے ذریعے پھیلایا گیا، اس سے مزید کیا خرابی پیدا ہوئی وہ آپ ایک مشہور امریکی رسالہ "ٹائم" کی ایک خاتون ایسوسی ایٹ اڈیٹر ارتھا سملجس کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔

"اس طرح پریس اور ٹیلی ویژن پر انسان کی جسمانی حرکات اور کنڈوم (مانع حمل غلاف) جیسے جنسی تحفظات کے استعمال پر مفصل مذاکرے ہونے لگے ہیں کہ اس کے نتیجہ میں جنسی عمل کے طریقے عوام میں اتنے واضح ہو کر پھیل گئے ہیں کہ ایک سال پہلے ان کے اس طرح گھر گھر پھیلنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ (۱)

اخلاقی تباہی اور تصویر

فحش تصاویر جو ٹی وی کے پردے پر دکھائی جاتی ہیں، ان کا کیا اثر اور نتیجہ ہوتا ہے اس کے لیے پہلے عام تصاویر کا نتیجہ دیکھ لیجئے۔

امیل پوریسی نے جمعیت انسداد فواحش کے دوسرے اجلاس عام میں رپورٹ پیش کرتے ہوئے لکھا کہ:

"یہ گندے فوٹو گراف لوگوں کے حواس میں شدید ہیجان و اختلال برپا کرتے ہیں اور اپنے بدقسمت خریداروں کو ایسے ایسے جرائم پر اکساتے ہیں جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، لڑکوں اور لڑکیوں پر ان کا تباہ کن اثر حد بیان سے زیادہ ہے بہت سے مدرسے اور کالج انہی کی بدولت اخلاقی اور جسمانی حیثیت سے برباد ہوچکے ہیں خصوصاً لڑکیوں کے لیے تو کوئی چیز اس سے زیادہ غارت گر نہیں ہوسکتی (۲)

یہ عام تصاویر کا نتیجہ ہے، اب غور کر لیجئے کہ ٹی وی کی متحرک تصویروں سے کیا نتائج برآمد ہوتے ہوں گے؟ چنانچہ ایک امریکن رسالہ میں امریکی تہذیب کی افسوسناک حالت وہاں کے اخلاقی جرائم اور جنسی بے راہ روی اور جذبات کی شورش کے اسباب بیان کرتے ہوئے لکھا گیا ہے۔

"تین شیطانی قوتیں ہیں جن کی تثلیث آج ہماری دنیا پر چھاگئی ہے اور یہ تینوں ایک جہنم تیار کرنے میں مشغول ہیں۔ (۱) فحش لٹریچر جو جنگ عظیم کے بعد سے حیرت انگیز رفتار کے ساتھ اپنی بے شرمی اور کثرت اشاعت میں بڑھتا چلا جارہا ہے (۲) متحرک تصویریں جو شہوانی محبت کے جذبات کو نہ صرف بھڑکاتی ہیں بلکہ عملی سبق بھی دیتی ہیں (۳) عورتوں کا گراہوا اخلاقی معیار۔ (۳)

یہ کسی مولوی و ملا کی عبارت اور ان کا تجزیہ نہیں ہے۔ بلکہ مغربی ممالک کے آزاد خیال اور روشن ضمیر مفکرین کی عبارت و تجزیے جو بتاتے ہیں کہ متحرک تصاویر اور غیر متحرک تصاویر کا اخلاق اور معاشرے پر کیا اثر ہورہا ہے۔

فطرت سے کھلی بغاوت

ٹیلی ویژن پر منع حمل اور اسقاطِ حمل کے طبی فوائد ان کے آلات و ادویات اور ان کے استعمال کے طریقے جس تشریح و تفصیل سے پیش کیے جاتے ہیں۔ اس کا اثر و نتیجہ یہ رو نما ہوتا ہے کہ نوخیز لڑکیاں ان کو جاننے کے بعد، برائیوں اور خواہش میں بے دھڑک مبتلا ہوتی اور فطرت سے بغاوت کی مرتکب بنتی ہیں۔ اور جو ناجائز بچہ کی پیدائش کا خطرہ درپیش ہوتا ہے وہ ٹی وی کے پردے پر دیکھے ہوئے منع حمل کے ذرائع کو اختیار کرکے دور کرلیا جاتا ہے اور اگر بدقسمتی سے حمل قرار پاگیا تو اسقاطِ حمل کی تدابیر تو معلوم ہیں۔ جج بن لنڈسے کے اس بیان کو ملاحظہ کیجئے، وہ لکھتا ہے!

"ہائی اسکول کی کم عمر والی ۴۹۵ لڑکیاں جنھوں نے خود سے اقرار کیا کہ ان کو لڑکوں سے صنفی تعلقات کا تجربہ ہوچکا ہے، ان میں صرف ۲۵ ایسی تھیں جن کو حمل ٹھہر گیا تھا، باقی میں سے بعض کو اتفاقاً بچ گئی تھیں، لیکن اکثر کو منع حمل کی مؤثر تدابیر کا کافی علم تھا، یہ واقفیت ان میں اتنی عام ہوچکی ہے کہ لوگوں کو اس کا صحیح اندازہ نہیں ہے۔ (۱)

یہی "بن لنڈسے" جو ڈنور (DENVER) کی عدالت جرائم اطفال کا صدر رہا ہے، امریکا کی عام لڑکیوں کے خیالات کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"میں شادی کیوں کروں؟ — میں سمجھتی ہوں کہ اس زمانہ میں ہر لڑکی محبت کے معاملہ میں آزادی عمل کا فطری حق رکھتی ہے، ہم کو منع حمل کی کافی تدبیریں معلوم ہیں، اس ذریعہ سے یہ خطرہ بھی دور کیا جاسکتا ہے کہ ایک ناجائز بچہ کی پیدائش کوئی پیچیدہ صورتِ حال پیدا کرے گی۔ (۲)

اس کو پڑھ کر اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آج کے ذرائع ابلاغ خصوصاً ٹی وی کے ذریعہ فطرت سے بغاوت کے جذبات کس قدر جنم لے رہے اور پل رہے ہیں؟ اگر یہی صورتِ حال رہی تو پھر معاشرے کا خدا حافظ۔

تعلیم میں انحطاط

ٹی وی کے مضر اور فاسد اثرات نے تعلیم کو بھی نہیں چھوڑا، اور تعلیم گاہوں کے لیے ایک آزمائش بنے ہوئے ہیں۔ کیونکہ اکثر بچے ٹی وی کے شوق میں اور اس انہماک کی وجہ سے پڑھنے اور اسکول حاضر ہونے میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے اور نتیجہ افسوسناک نکل آتا ہے۔ بچوں کی ٹی وی سے دلچسپی اور اس میں انہماک کا کچھ اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ رابطہ عالم اسلامی کے ترجمان اخبار "اخبار العالم الاسلامی" میں مصر کے ایک سروے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ مصر میں ۸۰ فیصد بچے ٹی وی پر نشر ہونے والے اعلانات دیکھتے ہیں۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ

"یہ (۹۱ فیصد) کی نسبت قطعی طور پر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بچوں کی طرف سے تمام اوقات و ایام میں اعلانات کا مشاہدہ کرنے کا اہتمام ہوتا ہے۔ (۱)

مزید سنیئے کہ:

"بچوں میں سے ۸۳٪ ایسے تھے جو فلمی اعلانات کے صرف نام بتا سکے جو ٹی وی پر دو ماہ سے زیادہ عرصہ میں دیکھے گئے۔ جبکہ ۶۶٪ بچے ایسے تھے جو فلم کے ناموں کے ساتھ بعض تفاصیل بھی یاد رکھتے تھے جو ٹی وی پر تین ہفتوں میں آئے ہیں اور ۲۷٪ بچے ایک ہفتہ کے اندر کے فلمی اعلان کو پوری تفصیل سے یاد رکھتے تھے۔ (۲)

یہ مصر کا حال ہے یہاں کا حال بھی اس سے بہت زیادہ مختلف نہیں معلوم ہوتا، یہاں صرف یہ دکھانا ہے کہ جب بچہ ان خرافات کے شوق میں یوں منہمک و مشغول ہوگا تو ظاہر ہے کہ اس کا خطرناک اثر تعلیم پر ضرور ہوگا۔ چنانچہ چند سال قبل ایک اسکول کے ہیڈ ماسٹر نے ایک اخبار میں اسکول کے بچوں کی تعلیمی گراوٹ، ان کی تعلیم سے غفلت اور حد سے بڑھی ہوئی غیر حاضری کا ذکر کرتے ہوئے بتایا تھا کہ ان سب کا سبب یہ ہے کہ بچے ٹی وی میں مشغول رہتے ہیں جس کا اثر تعلیم پر پڑ رہا ہے۔

ایک جرمن ڈاکٹر کا قول

انہی تباہ کن اثرات کی وجہ سے بعض ڈاکٹروں نے ٹیلی ویژن سے جلد سے جلد اپنے آپ کو دستبردار کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

شیخ عبداللہ بن حمید سابق جسٹس سپریم کورٹ آف سعودی عربیہ نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ:

"ایک جرمن کے ماہر اجتماعیات نے مختلف درس گاہوں اور اداروں کے براہ راست بھرپور مطالعہ کے بعد سوسائٹی اور نئی نسل پر ٹیلی ویژن کے خطرات کا گہرائی سے جائزہ لے کر کہا کہ ٹیلی ویژن اور اس کے نظام کو تباہ کردو اس سے قبل کہ یہ تمہیں برباد کرے۔ (۳)

یہ مشورہ سن کر نہ معلوم مغرب زدہ لوگ اس جرمن ڈاکٹر پر کیا حکم لگائیں گے؟ غالباً یہ فرمائیں گے کہ اس نے کسی مولوی کی صحبت میں رہ کر عقل کھودی اور دقیانوسی ہوگیا، بہر حال نتائج و عواقب سامنے ہیں، دلائل و براہین واضح ہیں۔ خدا کی عطا کردہ عقل اور فہم موجود ہے۔ راستہ اچھا یا برا کھلا ہوا ہے اور ہر ایک اپنی پسند سے جس کو چاہے اختیار کرسکتا ہے اور اچھے یا برے نتائج سے اپنی جھولی بھر سکتا ہے۔

کیا یہ حقیقت نہیں؟

کیا یہ حقیقت نہیں کہ ٹیلی ویژن کے ان پروگراموں کی وجہ سے لوگوں کی بے راہ روی میں اضافہ ہوا، بے حیائی اور فحاشیوں میں بے پناہ ترقی ہوئی، وہ لوگ جو پہلے سینما کی حقیقت سے بھی ناواقف تھے اس کی بدولت اس میں ملوث ہوئے، وہ لوگ جن کے قلوب واذہان ـــ اگر نور معرفت سے منور نہ تھے تو ـــ بے حیائی و فحاشی کی ظلمت سے سیاہ بھی نہ تھے، اس کے طفیل سیاہ بختیوں اور بد قسمتیوں کا شکار ہوئے، وہ معصوم بچے جن کی لوح فطرت سلامتی کی متلاشی تھی، اس کی وجہ سے اپنی عصمت کھو بیٹھے، وہ نوجوان جو قوم و ملت کے قائد اور رہبر بن سکتے تھے، اس کی بدولت قوم کے ناہنجار افراد قرار پائے، وہ عورتیں جن کی عصمت و عفت، پاکدامنی و پاکبازی پر ان کے آباد و اجداد کو فخر اور قبیلہ و خاندان کو ناز تھا یکلخت عصمت فروشی و بے حیائی پر اتر آئیں۔

اگر یہ سب ایک حقیقت ہے ـــ اور بلاشبہ ایک حقیقت ہے ـــ تو پھر اس کے فساد انگیز ہونے اور تباہ کن ہونے میں کیا شبہ ہے؟

ٹی وی کے جسمانی نقصانات

ٹی وی سے لاحق ہونے والے نقصانات کی ایک قسم وہ ہے جو اوپر مذکور ہوئی، دوسری قسم جسمانی نقصانات کی ہے۔ ہم یہاں اسے کسی قدر وضاحت سے پیش کریں گے۔

برقی شعاع مادہ کینسر ہے

یہ بات تقریباً تمام اطباء اور ڈاکٹروں کے نزدیک طے شدہ ہے کہ کینسر CANCER

کے منجملہ اسباب میں سے ایک سبب برقی شعاعیں بھی ہیں۔

چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جدید میں مقالہ CANCER کے مقالہ نگار نے برقی شعاعوں کو کینسر کا سبب قرار دے کر وضاحت کی ہے کہ:

"برقی شعاع ریزی کا مادہ کینسر ہونا بیسویں صدی میں ظاہر ہوا جب کہ ان اطباء اور ڈاکٹروں کی جلدوں میں سرطان (CANCER) پایا گیا جو ایکسرے (X-RAY) اور ریڈیم کو دواؤں میں استعمال کرنے کے ماہر تھے۔ اس وقت سے یہ بات پوری طرح ثابت ہوگئی کہ ہر قسم کی برقی شعاع ریزی جس میں الٹرا وائلٹ (ALTRA VIOLET)۔ شعاعیں بھی داخل ہیں مادہ کینسر کی حامل ہیں۔ (۱)

اس عبارت سے واضح ہے کہ برقی شعاعیں مادۂ کینسر کی حامل ہوتی ہیں۔ اسی طرح ایک خاص قسم کا کینسر جس کو "لوکائما" کہتے ہیں اور اس میں سفید خلیوں کی معمولی پیدائش کی مقدار اختیار سے باہر ہوجاتی ہے۔ وہ بھی اسی برقی شعاعوں کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ بیڈ کی سائیکلوپیڈیا میں ہے کہ:

"یہ بات معلوم ہے کہ اس قسم کا کینسر برقی شعاع ریزی کی وجہ سے وجود میں آتا ہے۔ جو سفید خلیوں پر اثر انداز ہوتی ہو جاپان میں ایٹمی دھماکوں میں بچنے والے اکثر لوگ نتیجتاً "لوکاٹمیا" کے شکار ہوتے ہیں بہ نسبت دوسروں کے۔ اسی طرح وہ ڈاکٹر اور نرسیں اور مریض جو زیادہ ایکسرے کا سامنا کرتے ہیں۔ (۱)

ان تفاصیل کو پیش کرنے سے مقصد یہ ہے کہ شعاعوں کا مادہ کینسر ہونا واضح ہوجائے۔

ٹی وی سے کینسر

اس کے بعد اصل مقصد کو عرض کرتا ہوں کہ ٹی وی سے نکلنے والی برقی شعاعیں اوپر کی توضیحات کے مطابق مادہ کینسر کی حامل ہیں اور ڈاکٹروں نے اس کا بھی تجربہ کرکے اس کی صراحت کی ہے۔

چنانچہ انسائیکلوپیڈیا جدید میں ایک سلسلہ بحث کے دوران بتایا گیا ہے کہ ۱۹۵۰ء کے دوران بنائے گئے بعض رنگین ٹی وی سٹ سے کینسر ہوا تھا۔ (۲)

پہلے شاید یہ بات اتنی صفائی سے ثابت نہ ہوئی ہو مگر آج اس کا ثبوت پوری صفائی سے ہوگیا ہے کہ ٹی وی کی یہ برقی شعاعیں کینسر پیدا کرتی ہیں۔

اس کے ثبوت کے لیے یہاں چند ڈاکٹروں کے بیانات نقل کرتا ہوں جس سے واضح ہوگا کہ یہ ٹی وی کی شعاعیں کس درجہ خطرناک ہوتی ہیں۔

(۱) ڈاکٹر ابن ڈیگمور مشہور جرنلسٹ اور عیسائی مشن کی معزز رکن ہیں، اپنی کتاب WHY SUFFER میں لکھتی ہیں:

"سچائی تو یہ ہے کہ ٹیلی ویژن ایک طرح کی ایکسرے مشین ہے ڈاکٹر جن ایکسرے مشینوں کا استعمال کرتے ہیں اس میں خطرات سے بچنے کا مناسب انتظام ہوتا ہے جبکہ ٹیلی ویژن میں اب تک ایسا کوئی انتظام نہیں ہے ایکسرے کی کرنیں بہت مہلک ہوتی ہیں۔ انسان کے نازک اعضاء و جوارح پر اس کے اثرات کیسے مرتب ہو رہے ہیں اس خیال ہی سے کلیجہ کانپ اٹھتا ہے۔

وہ مزید لکھتی ہیں ـ لڑکے اور لڑکیاں ٹی وی سٹ کے سامنے بیٹھ کر پروگرام دیکھتے ہیں۔ امریکہ کے "بوسٹن" نامی شہر میں صرف ایک ہسپتال میں خونی کینسر کا شکار چھ سو لڑکے لڑکیاں زیر علاج ہیں۔ (۳)

(۲) ڈاکٹر گرڈ بے لکھتے ہیں کہ:

"سیاہ سفید ٹیلی ویژن سیٹ میں ۱۹ کلو والٹ، رنگین ٹی وی میں ۲۵ کلو والٹ تک کی ٹیوب ہوتی ہے۔ شروع میں ۱۶ کلو والٹ والی ایکسرے مشین بھی ان کا استعمال کرنے والے ٹیکنیشن کے جسموں میں کینسر کا کیڑا پیدا کردیتی تھی۔

اندازہ کیجئے کہ جب ۱۶ والٹ کی ایکسرے مشین بھی کینسر پیدا کردیتی تھی تو ٹیلی ویژن جو ۱۹ اور ۲۵ والٹ کے ہوتے ہیں، وہ کیا کچھ تباہی نہ

بچاتے ہوں گے؟

(۳) عکسی تصویر کے مشہور ماہر ڈاکٹر آل کروب نے شیکاگو امریکا کے ایک اسپتال میں جان کنی کے عالم میں نہایت تلخی کے ساتھ یہ تاکید کی کہ:

"گھروں میں ٹیلی ویژن کا وجود ایک جان لیوا کینسر کی مانند ہے جو بچوں کے جسموں میں رفتہ رفتہ سرایت کرتا ہے۔"

شیخ عبداللہ بن حمید سابق چیف جسٹس سعودی عربیہ نے اسی ڈاکٹر آل کروب کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"یہ ڈاکٹر خود بھی ٹیلی ویژن کی شعاعوں سے پیدا شدہ مہلک مرض کینسر کا شکار تھا۔ اس کی وفات سے پیشتر کینسر کے جراثیم کے استیصال کے لیے چھیانوے دفعہ اس کا سرجری آپریشن کیا گیا مگر اس کا کوئی فائدہ نہ ہوا کیونکہ یہ مرض اپنی انتہا کو پہنچ چکا تھا اور اس کا بازو نیز چہرہ کا کافی حصہ کٹ کر گر گیا تھا۔

ان تفصیلات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ٹی وی کی شعاعیں اور کرنیں نہایت درجہ مہلک اور مادہ کینسر کی حامل ہیں۔

ٹی وی سے دیگر نقصانات

اس کے علاوہ ٹی وی سے اور بھی جسمانی نقصانات ہوتے ہیں مثلاً بعض تجربات نے بتہ دیا ہے کہ اس سے فالج ہوتا ہے نیز اس کی شعاعوں سے آنکھوں کی بینائی پر نہایت مضر اثرات پڑتے ہیں۔

(۱) ڈاکٹر ایچ پی شوبن کا تجربہ ہے کہ:

"ایک حاملہ کتیا پر دو ماہ تک ٹیلی ویژن کی شعاعیں پڑنے دیں اس کے بعد کتیا نے چار بچوں کو جنم دیا یہ چاروں بچے فالج زدہ تھے اور ان میں تین تو اندھے بھی تھے۔

(۲) ایک اور شخص نے دو طوطے خریدے، طوطے کا پنجرہ ٹی وی سٹ کے سامنے رکھ دیا گیا، نتیجہ یہ نکلا کہ طوطوں کے پیر بیکار ہو گئے۔

ان تجربات سے واضح ہوتا ہے کہ ٹی وی کی شعاعیں، جسمانی صحت کے لیے بھی تباہ کن اور خطرناک اور کئی قسم کی مہلک بیماریوں کو جنم دینے والی ہیں۔

ٹی وی کے فضائی اثرات

اس سب کے علاوہ مزید خطرناک بات یہ ہے کہ ٹی وی سے نکلنے والے مادے جو اڑ جاتے اور فضا میں پھیل جاتے ہیں وہ نہایت درجہ مہلک و خطرناک ہوتے ہیں"۔ روزنامہ "مسلمان" مدراس نے مورخہ ۵ اگست ۹۲ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ:

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گھریلو الیکٹرانکس مثلاً ٹی وی وغیرہ سے۔ جو زہریلے مادے گیسوں کی شکل میں خارج ہوتے ہیں وہ نیوکلیائی تجربہ گاہ پر بم پھٹنے کے بعد پائے جانے والے اثرات سے دگنا زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔

ٹی وی کمپنیوں کا ایک جھوٹ

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ ٹی وی میں ایک کنٹرولر ہوتا ہے جو ٹیلی ویژن سے خارج ہونے والے مادوں اور فاسد اثرات کو روک لیتا ہے۔ یہ بات سراسر غلط و بے بنیاد ہے چنانچہ ڈاکٹر آل کروب جن کا اوپر تذکرہ آیا ہے انہوں نے اپنی موت سے قبل بیان دیتے ہوئے کہا کہ:

"ٹی وی کمپنیوں کا یہ کہنا کہ ٹی وی کے اندر ایک کنٹرولر ہوتا ہے جو اس میں فٹ کر دینے کے بعد اس کی شعاعی تاثیر کو روک کر بے ضرر بنا دیتا ہے، یہ سراسر جھوٹ اور فریب ہے۔ کیونکہ تجربات بتاتے ہیں کہ یہ شعاع خواہ کتنی بھی مقدار میں ہو جسم کے لیے بہر حال نقصان دہ ہے۔

ڈاکٹر آل کروب کا کہنا ہے کہ:

ٹیلی ویژن اور عکسی فوٹو گرافی میں استعمال ہونے والی ایٹمی شعاعیں موٹی سے موٹی دیواروں کے پردے بھی چاک کر ڈالتی ہے۔

غور کیجئے کہ موٹی سے موٹی دیواروں کے پردے چاک کر دینے والی شعاعیں، جسم انسانی میں اثر انداز ہو کر اس کا کیا حال کر دیتی ہوں گی؟

دیدۂ عبرت نگاہ سے

اوپر کی توضیحات و تفصیلات سے یہ بات واشگاف طور پر معلوم ہو گئی کہ ٹی وی سے

ایک طرف روحانی و باطنی خرابیاں، اخلاقی کمزوریاں اور معاشرتی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں اور دوسری طرف جسمانی و ظاہری نقصانات بھی ہو رہے ہیں۔ ان امور کا تقاضا ہے کہ ہم اس برائی سے رک جائیں ورنہ خدائی عذابات کا مزہ چکھنا پڑے گا۔ جیسا کہ بعض جگہ اس کے نتیجہ میں خدا کا عذاب کھلی آنکھوں دیکھا گیا ہے یا کسی اور ذریعہ سے معلوم کرایا گیا ہے تاکہ لوگ دیدۂ عبرت نگاہ سے دیکھیں اور عبرت حاصل کریں۔ یہاں دو واقعے نقل کیے جاتے ہیں۔

پہلا واقعہ

ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی کے حوالے سے "تعمیر حیات" لکھنؤ میں یہ واقعہ لکھا گیا کہ دو بڑے دیندار نہایت گہرے دوست تھے، ایک جدہ میں رہتا تھا، دوسرا ریاض میں۔ ریاض والے دوست کے گھر والوں نے اصرار کیا کہ وہ ٹی وی لے آئے۔ اس نے ان کے اصرار پر ٹی وی خرید لیا کچھ دنوں بعد اس کا انتقال ہو گیا، جدہ والے دوست نے اس کو خواب میں تین مرتبہ دیکھا، ہر مرتبہ اس کو عذاب میں گرفتار پایا، اور اس نے اپنے جدہ والے دوست کو خواب میں بتایا کہ مجھے یہ عذاب ٹی وی کی وجہ سے ہو رہا ہے، تم میرے گھر والوں سے جا کر کہو کہ وہ گھر سے ٹی وی نکال دیں کیونکہ وہ ٹی وی سے مزے لیتے ہیں اور میں عذاب دیا جاتا ہوں کیونکہ وہ ٹی وی میں نے ہی گھر میں لا کر رکھا تھا۔ جدہ والا دوست جہاز کے ذریعے ریاض گیا اور گھر والوں کو واقعہ سنایا گھر والے رونے لگے، اس کا بڑا بیٹا اٹھا اور غصہ میں ٹی وی اٹھا کر پٹخا، ٹی وی سٹ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا لہٰذا اس کو پھینک دیا گیا، جدہ والا دوست پھر واپس چلا آیا، اس نے پھر اپنے دوست کو خواب میں دیکھا کہ وہ اب اچھی حالت میں ہے۔ اور وہ اس دوست کو دعا دے رہا ہے اللہ تجھے بھی نجات دے جیسا کہ تو نے میری پریشانی دور کرائی۔

نوٹ:- اسلام میں خواب اگرچہ حجت نہیں لیکن شرع کے خلاف نہ ہو اور عقل بھی اس کی نفی نہ کرتی ہو تو اس کے صحیح ہونے کا امکان ہے۔ کبھی اللہ تعالیٰ ہدایت کے لیے اس طرح کی بات خواب میں دکھائی دیتے ہیں۔ اس لیے اس کو جھٹلانے کی کوئی وجہ نہیں۔

دوسرا عبرت ناک واقعہ

ہفت روزہ "ختم نبوت" پاکستان نے اپنے شمارہ ۱۸ جلد ۷ میں یہ عبرت ناک واقعہ شائع کیا ہے کہ رمضان المبارک میں افطاری سے ذرا پہلے ماں نے بیٹی سے کہا کہ آؤ میرے ساتھ مل کر افطاری کے لیے تیاری کرو، بیٹی نے کہا کہ مجھے ٹی وی پروگرام دیکھنا ہے، دیکھنے کے بعد کام کروں گی یہ کہہ کر وہ چھت پر کمرے میں گئی اور اندر سے دروازہ بند کر لیا تاکہ ماں زبردستی کام کے لیے اٹھا کر نہ لے جائے۔ جب کافی دیر ہو گئی، مرد بھی گھر آ گئے ماں آواز دیتی رہی، مگر بیٹی نے ایک نہ سنی افطار کے بعد ماں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے آواز نہ آئی، اس کے باپ اور بھائیوں سے کہا انہوں نے دروازہ توڑا اور اندر داخل ہوئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ لڑکی مر کر اوندھے منھ پڑی ہوئی ہے۔ جب اٹھایا تو اندازہ ہوا کہ وہ زمین سے چپٹی ہوئی ہے۔ اٹھتی نہیں۔ سب اٹھا کر تھک گئے۔ آخر کسی نے کچھ خیال کر کے جو ٹی وی سٹ کو اٹھایا تو لڑکی بھی حرکت کرنے لگی اندازہ ہوا کہ ٹی وی اٹھائیں تو لڑکی بھی اٹھتی ہے ورنہ نہیں۔ آخر انہوں نے لڑکی کے ساتھ ٹی وی کو بھی اٹھایا اور نیچے لائے اور غسل و کفن دیا، جب جنازہ اٹھانا چاہا تو وہ نہ اٹھا، لہٰذا ٹی وی کے ساتھ جنازہ اٹھا لائے اور قبرستان لے گئے، دفن کے بعد جب ٹی وی کو گھر لانے کے لیے اٹھایا تو اس کے ساتھ میت بھی قبر کے باہر نکل پڑی، آخر مجبور ہو کر اس لڑکی کے ساتھ ٹی وی کو بھی دفن کر دیا۔

نوٹ:- حدیث میں ہے کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّهٗ کہ آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت تھی، اس حشر کے منظر کو یہیں اللہ نے اپنی قدرت سے ظاہر کر دیا تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں۔ پس اے اولی الابصار عبرت حاصل کرو۔

انتباہ و اختتام

علم و عقل، فن و تجربہ کی روشنی میں — بحمدہٖ تعالیٰ — ٹیلی ویژن

(بقیہ ص ۲۵ پر)

قیمتی زیور کون؟

محترمہ کاف خانم

اگر آپ کسی خاتون کو دیکھیں کہ وہ اپنے کپڑوں اور زیور کی صفائی کا خیال نہیں رکھتی، زیور کا شوق تو بہت ہے مگر نہایت گندہ، رنگ اڑا ہوا، ٹوٹا پھوٹا خانوں اور درازوں میں میل جما ہوا، کپڑے نہایت گندے بے ڈھنگے سلے ہوئے لاابالی پن سے پہنے، مجلسوں اور محفلوں میں شریک ہوتی ہے تو آپ ایسی خاتون کے متعلق کوئی اچھی رائے قائم نہ کریں گی، بلکہ اس کو پھوہڑ اور اجڈ کہیں گی، اور کوئی خاتون چاہے وہ جتنی غریب ہی کیوں نہ ہو اس انداز سے زندگی گزارنا پسند نہیں کرتی۔ ہر خاتون کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے کپڑوں اور زیوروں کا بہت خیال رکھتی ہے اور اس لیے رکھتی ہے کہ دوسری عورتوں میں وہ نکو نہ بنائی جائے۔ سوسائٹی میں اس کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا جائے، جہاں وہ جائے دوسری عورتیں اس کو جگہ دیں، اس کی طرف متوجہ ہوں، اس سے بات کریں، اس کو پھوہڑ اور اجڈ نہ کہیں، اسی لیے ہر خاتون اپنے کپڑوں اور زیور کو سنبھال کر رکھتی ہے ان کی صفائی اور ستھرائی کا خیال کرتی ہے کسی غلط جگہ ان کو نہیں رکھتی کہ ضائع نہ ہو جائیں۔ کسی دوسرے کو دیتے ہوئے ہچکچاتی ہے کہ غلط طریقہ سے ٹوٹ پھوٹ یا پھٹ نہ جائیں، ان کی حفاظت پر اپنا عزیز وقت اور محنت صرف کرتی ہے اور یہ معاملہ صرف کپڑوں اور زیور کے ساتھ نہیں ہوتا بلکہ اپنی ہر عزیز اور قیمتی چیز کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتی ہے، اب اگر کوئی دوسری خاتون اس سے کپڑے مانگے اور پہن پہن کر پھاڑ دے، اس سے زیور عاریتاً لے اور توڑ ڈالے یا اس سے روپیہ قرض لے اور ادا نہ کرے اس کے کپڑوں یا زیور کو گندہ کر دے تو اس خاتون کو کتنا غصہ آئے گا وہ آپے سے باہر ہو جائے گی، برا بھلا کہے گی، اور جی جان سے بیزار ہو جائے گی۔

لیکن کتنے رنج و افسوس کی بات ہے کہ ہر خاتون اپنی ایسی چیزوں کی طرف زیادہ دھیان دیتی ہے جو میلی اور ٹوٹنے پھوٹنے والی ہیں۔ جن کے ضائع ہونے کے بعد ویسی ہی اور بعض اس سے بہتر چیزیں ملتی ہیں۔ کپڑے پھٹتے اور سلتے ہیں زیور ٹوٹتا اور بنتا ہے مال کھوتا اور ملتا ہے لیکن ایک ایسا زیور بھی ہے جس کے ضائع ہونے کے بعد دوسرا ملنا مشکل ہے، جس کے بگڑ جانے کے بعد اس کا سدھرنا آسان نہیں، ایک ایسا ہار بھی ہے جو کسی ایک محفل کے لیے زیب و زینت یا ذلت کا باعث نہیں ہوتا بلکہ ساری زندگی یا وہ زینت کا باعث ہوتا ہے یا ذلت و خواری کا، وہ زیور اولاد ہے معصوم بچے اور بچیاں ہیں، کھلتی ہوئی کلیاں ہیں جو سچے موتی اور سونے کے تار ہیں جن کو صحیح طور پر نا پکنے ان کی حفاظت کرنے اور سنبھال کر رکھنے ہی سے

سگھڑ پن اور سلیقہ مندی کا پتہ چلتا ہے اور نگاہوں میں وقعت پیدا ہوتی ہے، ہر مجلس میں سر آنکھوں پر بٹھایا جاتا ہے۔ وہ حقیقی زیور صرف جسم پر پہنچ کر خوبصورت نہیں لگتا بلکہ وہ جہاں جاتا ہے اس پر جس کی نگاہ پڑتی ہے وہ اس کی تعریف کرتا ہے جس کے سلیقہ اور ہنر مندی سے یہ زیور صاف و شفاف رہا مگر اس حقیقی زیور کی طرف کسی خاتون کی نظر نہیں جاتی۔ اس کی تعلیم تربیت اس کے اخلاق کی پاکی، اس کے کریکٹر کی مضبوطی کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی۔ اگر کوئی کپڑے اور زیور کی برائی کر دے تو آپے سے باہر ہو جاتی ہیں دل میں نہ بجھنے والی آگ لگ جاتی ہے لیکن اولاد کے اخلاق کی کوئی برائی کرے تو جوں تک نہیں رینگتی۔ جسم کا زیور ایک دن کے لیے کسی دوسری جگہ بھیجنا یا کسی غلط ہاتھ میں دینا گوارہ نہیں ہوتا لیکن یہ ساری زندگی کا سرمایہ اور سب سے قیمتی اور حسین زیور اولاد دن بھر آوارہ پھرے، غلط صحبتوں میں وقت گزارے، غلط ہاتھوں میں پڑ جائے تو کسی کو دکھ نہیں ہوتا نہ فکر لاحق ہوتی ہے۔

جسم کے کپڑے میں اگر کوئی کھرچہ لگ جائے یا بخیہ ادھڑ جائے، زیور کا کوئی باریک سے باریک حصہ ٹوٹ جائے، اس پر میل جم جائے تو سارے کام چھوڑ کر ان کی درستگی کی فکر ہوتی ہے۔ لیکن اولاد میں بڑی سے بڑی خرابی آ جائے اس کے اخلاق بگڑ جائیں، اس کا دین خراب ہو جائے اس کی زبان گندی ہو جائے تو انصاف سے بتائیے کہ ماں باپ کو کتنی فکر ہوتی ہے وہ ان کے سدھارنے کے لیے کتنا وقت لگاتے ہیں۔ ایک ایسے ہار کے لیے بڑے سے بڑا اہتمام ہوتا ہے جو صرف ایک مجلس یا محفل میں گلے کا ہار بن کر رہ جاتا ہے مگر اولاد جو ساری زندگی کے لیے گلے کا ہار ہوتی ہے اس کو خوبصورت بنانے کی کس ماں یا بہن کو فکر ہوتی ہے، کیا یہ فکر کے قابل نہیں! کیا اس لیے اپنا عزیز وقت لگانا ضروری نہیں؟ کیا اس کے لیے مال و دولت صرف کرنا قابل توجہ نہیں؟ اور کیا اس سے کوئی انکار کر سکتا ہے کہ زندگی کا یہ سرمایہ اور قیمتی زیور آج کس طرح در بدر کی ٹھوکریں کھا رہا ہے، سڑکوں پر آوارہ پھر رہا ہے غلط اور بیہودہ سوسائٹی کی نذر ہو رہا ہے ذلیل اور قابل نفرت صحبتوں اور گندے ماحول میں وقت گزار رہا ہے، جس کا نتیجہ سوائے تباہی اور بربادی کے اور کچھ نہیں۔

جس ملک میں ہم رہتے اور بستے ہیں یہاں کے حالات تیزی کے ساتھ ہمارے بچوں کے لیے خطرناک بنتے جا رہے ہیں، اگر ہم خود ادھر توجہ نہ کریں گے اور اپنی ساری قوت اولاد کی تعلیم و تربیت پر نہ لگائیں گے تو ارتداد اور الحاد کا ہمہ گیر فتنہ ہماری نسلوں کو تباہ کر دے گا جس کے آثار شروع ہو چکے ہیں۔ یہ وہ نازک وقت ہے جب کہ ہم غفلت و سستی کا لبادہ اتار کر اور اپنی ذاتی فکر کو چھوڑ کر نسلوں کی حفاظت کے لیے کام کریں، ہم کو کسی دوسری قوم سے شکوہ و شکایت کرنے کا حق نہیں نہ کسی سے بھیک مانگنے کی ضرورت ہے۔ ایک زندہ قوم نازک سے نازک حالات میں بھی حوصلہ اور عزم کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔

ماؤں پر اس لیے زیادہ ذمہ داری ہے کہ اب سے پہلے انہی کی تربیت نے مسلمان بچوں کو قوم کا نگہبان بنایا اور انھیں کے تربیت یافتہ نونہالوں نے دنیا کو تہذیب و تمدن سکھایا درندوں سے انسان بنایا کیا آج وہ اپنی ان خدمات کو دہرا نہیں سکتیں؟ یہ حقیقت ہے کہ جو کسی چیز کے حصول کے لیے محنت کرتا ہے اور تکلیفیں اٹھاتا ہے وہی اس چیز کی قدر و قیمت پہچانتا ہے اور اس کو دل و جان سے عزیز رکھتا ہے۔ مائیں جس طرح اپنی اولاد کے لیے محنت کرتی ہیں اور اس کی پرورش کرتی ہیں اور اس کی پرورش میں خون پسینہ ایک کرتی ہیں وہی اس کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ کر سکتی ہیں۔

آپ کو اپنا زیور عزیز ہے لیکن اس سے زیادہ اولاد عزیز ہونی چاہیے آپ اپنے کپڑوں اور زیور کی ہر وقت حفاظت کرتی ہیں لیکن اس سے زیادہ اولاد کی حفاظت کی

(بقیہ ص ۴۲ پر)

حقیقت کے آئینے میں

راؤ شمشیر علی خاں (انگلینڈ)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ کی بیویوں کی زندگی ہمارے لیے ایک بہترین نمونہ ہے۔ خدیجۃ الکبریٰ رضؓ حضورؐ کی پہلی بیوی نے، جو اپنا سب مال و دولت اسلام پر قربان کیا ہے۔ تمام دنیا جانتی ہے پھر عائشہ صدیقہ رضؓ نے جو خدمت اپنے محبوب نبیؐ کی کرکے دکھائی اور پھر اسلام کی جو خدمت کی اس کو ہم کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ پھر دیگر ازواج نے جو بھی زندگی گذاری وہ ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ پھر ہمارے سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی پیاری لختِ جگر خاتونِ جنت کی زندگی ہمارے سامنے ہے۔ باپ ایک پیغمبرؐ ہے۔ خاوند ایک بہادر اور اسلام کا مجاہد ہے جنت میں تمام دنیا کی سرداری کا خطاب مل چکا ہے اور فاطمہ خاتونِ جنت کے گھر کی حالت یہ ہے کہ آٹا خود پیستی تھیں، پانی خود مشک بھر کر لاتی تھیں، کھانا خود پکاتی تھیں، تمام گھر کے کام خود کرنے کے بعد جب تھک جاتیں تو اپنے پیارے محبوب باپ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق صبح و شام سُبْحَانَ اللّٰہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اَللّٰہُ اَکْبَر پڑھ کے اپنے دل کو سکون دیتیں اور پھر کام پر لگ جاتیں۔ یہ زندگی اس کی ہے کہ جنت اس کے گھر کی ہے، حکومت ان کے گھر کی ہے، جنت میں عورتوں کی سردار ہیں، ان کے صاحبزادے جنت کے نوجوانوں کے سردار حضرت حسین ہیں، دُ خدائی ان کے گھر کی ہے یعنی سرورِ کائناتؐ حوضِ کوثر کے والی ان کے باپ ہیں، یہ اسلامی زندگی کی ہلکی سی جھلک ہے، ورنہ اسلامی تاریخ دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی خدمت مردوں کے علاوہ عورتوں نے بھی بے شمار کی ہے، اب آپ کو حقیقت کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ انگلینڈ، لندن، پیرس، برلن، امریکا وغیرہ میں عورتوں کی آزادی صرف سُرخی، پوڈر اور کریم لگا کر اپنے آپ کو خوبصورت بنا کر رکھنا ہے، اس کے علاوہ اور کوئی آزادی نہیں ہے، خاوند کی جائداد میں کوئی حصہ یورپ میں عورت کو نہیں ملتا۔ یہ چیز اسلام میں نظر آتی ہے کہ عورت اپنے خاوند کے مال میں حصہ دار ہے لیکن آج کل ہماری حالت بھی کچھ خراب ہوتی جا رہی ہے، یورپ کی طرح ہمارے ملک کی عورتیں بھی سرخی، پوڈر کریم لگا کر بناوٹی حسن تیار کرنے پر لاکھوں روپیہ سالانہ تباہ اور برباد کرتی ہیں، حالانکہ اصل چہرہ ہی ہماری خوبصورتی ہے جو خداوند کریم نے ہم کو دیا ہے وہی چہرہ ہمارے لیے اچھا ہے لیکن ہوتا کیا ہے، خاوند غریب ایک دفتر میں کلرک ہے یا کہیں ملازم ہے، آمدنی سو روپے ماہوار ہے، یا پھر کاروباری آدمی ہے، یا زمیندار ہے، سو روپے ماہوار آمدنی والے غریب کو صرف روٹی کپڑا ہی مشکل سے ملتا ہے لیکن گھر میں بیگم صاحبہ نے پانچ روپے کی کریم، پوڈر، لپ اسٹک منگا کر پہلے ہی سے رکھ لی ہے۔ خاوند ایک ایک روپے کو ترس رہا ہے۔ بیوی اپنے لیے نئے نئے ڈیزائن کے خوبصورت

لباس پسند کر رہی ہے۔ پھر اکثر عورتوں کو ایک اور بیماری ناگہانی طور پر ہو جاتی ہے، وہ ہے سینما دیکھنا۔ سینما دیکھنا انسان کو اتنا ہی بُرے راستے پر چلاتا ہے، جتنا ایک انسان اپنی انسانیت چھوڑ کر شیطان مردود کو اپنا دوست بنا لیتا ہے۔ شہری عورتیں بدھ کو یا اتوار کو ضروری اس کام میں حصہ لیتی ہیں، پھر ہمارے گھروں کے نئے نئے فتنے ہم کو زندگی کے بجائے اپنی موت کا راستے دکھاتے ہیں۔ اگر ہماری بہنیں سفید رنگ کی مٹی اور کریم پوڈر سرخی لپ اسٹک نہ لگائیں تو کیا پھر روٹی ہضم نہیں ہوتی۔ مجھے افسوس ہے کہ جب ہم اپنی کسی اسلامی بہن یا ماں یا دیگر کسی اسلامی عورت کو شیطانی لباس میں دیکھتے ہیں تو شرم سے گردن جھک جاتی ہے کہ ہم کہنے کو تو مسلمان قوم ہیں لیکن ہمارے کام آج شیطان سے بھی زیادہ خراب ہو چکے ہیں، اپنے چہرہ کو اصلی رنگت کے بجائے فرضی بناوٹ بنانا ہی مردہ کام ہے، جو حسن اور شکل اللہ تعالیٰ نے ہمکو دی ہے صبر و شکر کرکے وہی ہماری حالت رہنی چاہیے بلکہ کریم، و سرخی، پوڈر لگانے والی مستورات آج کل یہاں انگلینڈ میں جب کبھی کریم و سرخی و پوڈر کے سفید رنگ کی عورتیں نظر آتی ہیں تو ان کے چہروں پر لعنت پڑتی نظر آتی ہے اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز میں کوئی تبدیلی کرنا انسانی فطرت کے خلاف ہے سابقہ دنوں میں ایک پاکستانی خاتون کو پیرس میں دیکھ کر مجھے بے حد افسوس ہوا کیا یہ حالت ہے ہماری اسلامی مستورات کی، ہزاروں عورتیں اس مسافر نے دنیا بھر کے سفر جہاں گرد کے چکر میں اپنی نظر سے دیکھیں مگر شرافت، اخلاق حسن صرف اسلامی زندگی میں ہی ملتا ہے۔ اسلامی زندگی کی جھلک آج بھی سعودی عرب میں دیکھی جاتی ہے، اس لیے اپنی بہنوں سے عرض کرتا ہوں کہ فرضی بناوٹ اور اپنے چہرے تبدیل کرنے کے بجائے، اپنے چہرے اصلی حقیقت کے آئینے میں دیکھیں کہ ہم ایک مسلم خواتین ہیں۔ ہمارا فرض ہے خاوند کی خدمت کرنا، بچوں کی پرورش کرنا، اللہ اور رسولؐ کے حکم کے مطابق اسلامی زندگی گذارنا، اور ہر وقت موت کو یاد رکھنا، موت عورت کے مصنوعی خوبصورت چہرے کو بھی نہیں چھوڑے گی بلال حبشی رضی اللہ عنہٗ ایک کالے رنگ کے حبشی تھے لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیارے اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنے والے تھے اس لیے جنت کے وارث بنے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک ہدایت دے کہ ہم اپنا چہرہ حقیقت کے آئینے میں رکھیں۔

آج ہم اور ہماری بہنیں اپنے اصلی راستہ کو چھوڑ کر غیر قوموں کا راستہ اختیار کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بار بار فرمایا کہ جو قوم، جس قوم کا حلیہ اختیار کرے گی وہ اسی قوم میں سے اٹھائی جائیگی، آج ہم چاندنی چوک دہلی، انار کلی بازار گلبرگ روڈ لاہور یا کراچی کی سڑکوں پر دیکھتے ہیں کہ ہماری بہنیں عیسائی قوم کی طرح اپنے حسن کو دوبالا کرکے بازاروں سے سودا خریدتی پھرتی ہیں، سر پر برقعہ اس وجہ سے ڈال لیتی ہیں کہ برقعہ بھی خوبصورتی کو دوبالا کرتا ہے حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمایا ہے کہ عورتوں کو زمین پر پاؤں مار کر نہیں چلنا چاہیے بلکہ اپنے چہروں کو اور اپنے تمام بدن کو پردے میں رکھیں۔ لیکن ہم آج جان بوجھ کر اپنے چہروں کو نمائشی طور پر دوسروں کو دکھلاتے ہیں، عورتوں کو صرف ان کے خاوندوں کے سامنے بناؤ سنگار کرنے کی اجازت اسلام نے دی ہے اور جس لباس کو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہی ہمارے لیے بہترین ہے جو شکل اور جو رنگ اللہ تعالیٰ نے ہم کو دیا ہے اسی حالت میں ہم کو رہنا چاہیے۔

ہمارے دل صاف کرنے کا اصلی طریقہ یہ ہے کہ ہم سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور جو حکم ہم کو اللہ اور رسولؐ نے دیا ہے۔ وہ ہمارے لیے ضروری ہے۔ سفید رنگ والے انسان کا دل اگر اندر سے سیاہ ہوگا اور بُرے کام کرے گا تو وہ دوزخ میں جائے گا، اگر کالے رنگ کی عورت یا مرد اللہ کے حکم کے مطابق عمل کرتا ہے تو وہ انشاءاللہ جنت میں جائے گا۔

آمنہ عثمانہ خاتون
عثمانیہ

جھروکہ بند کرو

"اتا کمبخت کیا دماغ خراب ہو رہا ہے آتنی تیز ہوا میں بچہ کو بے دریچہ میں کیوں بیٹھی ہے"؟

"بیگم آپ اطمینان رکھیں بچہ کو کپڑے میں لپیٹ لیا ہے"۔

"ہوا نقصان کرے گی جھروکہ بند کرو"

ظاہر ہے کہ آپ کا یہ اقدام مصلحت پر مبنی ہے کپڑا اوڑھا لینے سے ٹھنڈی ہوا سے بچہ کی حفاظت ممکن نہیں' آپ کے برابر ان کی صحیح برداشت نہ دوسرا کر سکتا ہے نہ آپ خود ہی مطمئن ہو سکتی ہیں کہ اپنے پھول سے بچوں کو لاپرواہ نوکروں اور بے رحم عزیزوں پر چھوڑ دیں خواہ کوئی کتنی ہی اپنی خیر خواہی کا یقین دلائے۔

مگر سنیئے تو ......؟ یہ جو مسموم ہوائیں آکر آپ کے معصوموں کو جھلسا رہی ہیں' ان کے جھروکے آپ کیوں نہیں بند کرتیں؟ ان کی دینی اور اخلاقی موت سے آپ کیوں نہیں تھرآتیں؟ اور ان کے عذاب آخرت کے خوف سے آپ کیوں نہیں بلبلا اٹھتیں۔؟"

مان لیجیے کہ معاشرہ خراب ہے' ماحول بہت مسموم ہے مگر اس کے بچاؤ کی کیا کوئی صورت ممکن نہیں۔؟ کیونکہ جب بیماریوں اور وباؤں سے بچاؤ ممکن ہے تو اخلاقی امراض سے بچاؤ کیوں ممکن نہیں؟ جب آپ بچہ کی صحت کے لیے تن من دھن کی بازی لگا سکتی ہیں تو دماغی اور ذہنی روحانی صحت کے حصول سے آپ اس درجہ کیوں غافل ہیں۔"

جس طرح بچہ کی پرورش کے بارے میں آپ اناؤں' ملازموں بلکہ نانی دادی تک پر بھروسہ نہیں کرتیں اسی طرح اس کی روح کی پرورش میں بھی استادوں' پڑوسیوں اور رشتہ داروں پر بھروسہ نہ کیجیے' آپ کا فرض وہ ادا کرنے کے اہل نہیں ہیں۔ آپ آغوش تربیت ہی سے اس کو اس کا صحیح مقام بتانا کیوں نہیں شروع کرتیں؟

جتنی برائیاں ہیں ان کی نفرت کے بیج اگر آپ شروع سے ذہن کی کچی زمین میں بو دیں گی تو وہ عمر کے ساتھ ساتھ بڑھ کر ایک تناور درخت ہو جائیں گے۔

پھر.....؟ پھر کسی کانفرنس کی ضرورت قوم کو نہ ہوگی کہ بچہ اس کفر خیز فضا میں مسلمان کیسے رکھا جائے کوئی شبینہ یا صباحی مکاتب نہ چلیں گے جو آپ کا بھولا ہوا فرض خود ادا کرنے کی سعی کریں' کیونکہ اصل مدرسہ تو آپ کی گودیں ہیں جو کروروں کی تعداد میں مسلمان گھرانوں میں پھیلے ہوئے ہیں آپ اپنا فرض پہچان لیجئے' بہر حال خود ایک عظیم درسگاہ ہے' پھر وہ جھروکہ بند کر دیجیے' جو آپ کی اولاد کے اخلاقی ذہنی اور روحانی تنزل کا سبب ہے۔

- - - - - - - -

ورنہ صدی سے اب تک جس غفلت سے آپ سرشار ہیں وہی خواب گراں اب بھی رہا اور خدا اور رسول اور مذہب کی محبت اور دینی حمیت پر اگر اولاد کی محبت اور دینی حمیت پر اگر اولاد کی محبت کو آپ نے اسی طرح غالب رہنے دیا تو —

ہماری داستاں تک بھی
نہ ہوگی داستانوں میں

ہمارا غصہ

بیگم اصغر حسین

یہ سہ حرفی لفظ دیکھنے میں جس قدر بے حقیقت ہے ویسے ہی اس کا پس منظر انتہائی ہولناک اور تباہ کن ہے' اچھے اچھے گھرانے اس کی بدولت اجڑ جاتے ہیں' قتل غارت' خودکشی سب اسی کی رہین منت ہیں' باپ بیٹے کو قتل کر دیتا ہے' بیٹا باپ کو' بھائی بھائی اسی کی وجہ سے ایک دوسرے کے ہمیشہ کے لیے دشمن بن جاتے ہیں ساس بہو ایک دوسرے کی صورت سے بیزار ہو جاتی ہیں۔ شوہر و بیوی کی محبت بھری زندگی میں خار بن کر داخل ہوتا ہے اور اس طرح دونوں کو دور کر دیتا ہے گویا کبھی کوئی تعلق ہی نہ تھا۔ بڑی بڑی سلطنتیں اسی نے الٹ دی ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں لاہور' دہلی' علی گڑھ' آگرہ وغیرہ میں قتل و غارت کا بازار اس نے گرم کر دیا تھا' مردوں کی جانیں' عورتوں کی عزت خاک میں مل گئی تھی۔ ہم اس سے لاعلم نہیں ہیں کہ غصہ بہت بڑی لعنت اور بلا کی مصیبتیں لے کر آتا ہے مگر حیف ہے کہ ہم دل و دماغ عقل رکھتے ہوئے اندھے بہرے ہو جاتے ہیں کہ غصہ پر قابو رکھ کر دین و دنیا دونوں جگہ سرخرو ہو سکیں' عبادت گزار جو رات دن نماز و وظیفہ میں مصروف رہتے ہیں وہ بھی غصہ پر حاوی نہیں ہو سکتے' نہ برا سمجھتے ہیں نہ گناہ' دوسروں کا دل دکھانا' ذرا ذرا سی بات پر غصہ آجانا کوئی برائی ہی نہیں سمجھتا' خواہ میں ہوں یا آپ۔ ہر ایک بر موقع بے موقع غصہ کرنا' دھونس جمانا ہم عین شرافت اور شان سمجھتے ہیں' گالیاں دینا کس قدر نحوست کی بات ہے' غصہ جب حد سے تجاوز کر جاتا ہے تو انسان گالی گلوچ پر اتر آتا ہے اس وقت جو بھی اس سے سرزد نہ ہو جائے تھوڑا ہے کیونکہ وہ اپنے ہوش و حواس میں نہیں رہتا قرآن شریف و حدیث شریف کن کن ترکیبوں اور دلائل پیش کر کے ہم کو غصہ کرنے سے روکتا ہے مگر جب ہم اپنے غصہ کو غلط سمجھیں تو عمل بھی کریں ہمارا غصہ برملا درست ہوتا ہے' عمل کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ واضح حقیقت ہے کہ بڑے بڑے متشرع حضرات بھی غصہ پر کنٹرول کرنے سے قاصر نظر آتے ہیں' بعد کو پلٹنے کے پر پچھتانا لاحاصل ہے مگر بہت کم ایسے ہیں کہ تلخ کلامی پر نادم ہوتے ہیں زیادہ تر لوگوں کی گردن اور بھی فخر سے بلند ہو جاتی ہے کہ ہم نے فلاں کو یوں ٹھیک کیا اور یوں ذلیل کیا اور کبھی پشیمان نہیں ہوتے۔ اگر ہم نظر غور سے دیکھیں گے تو یہ حقیقت سامنے آجائے گی کہ غصہ ہمارے چہرہ کی کشش اور خوبصورتی کو ختم کر دیتا ہے' چہرہ عجیب بھیانک ڈراونا ہو جاتا ہے' دماغی توازن بگڑ جاتا ہے' خون جل کر صحت برباد ہو جاتی ہے' برعکس اس کے ہنستا ہوا خوش مزاج چہرہ خواہ کیسا ہی شکل ہو کس قدر بھلا معلوم ہوتا ہے' آپ کو چند سال قبل کا سانحہ یاد ہوگا جو ہمارے سامنے ایک جیتی جاگتی مثال ہے سندیلہ میں جمیل احمد داروغہ نے اپنے سب بچوں کو۔ جو جہاں بھی جان کے خوف سے چھپا' جا کر گولی مار دی تھی پھر خود بھی خودکشی کر کے حرام موت مرے۔ بیوی کو عمر بھر تڑپنے کے لیے زندہ چھوڑ دیا تھا۔ اس سے بڑھ کر درندگی اور شقاوت کا نمونہ اور کیا ہوگا۔

ذکروں کو ہی لیجیے "ذرا سی خطا پر ہم ہزار صلواتیں سنا ڈالتے ہیں۔ اس غریب کی عزت گئی ہمارے لیے کچھ بھی نہ ہوا۔ ہماری بدبختی کی انتہا ہے کہ غصہ کو برا سمجھتے ہوئے ہم قابو حاصل نہیں کر سکتے۔ ہم کو ہزار سب برا کہیں ہم اپنی جگہ مگن ہیں۔ انسان کا غصہ ہونا فطری بات ہے، فرق صرف اس قدر ہے کہ کسی کا اعتدال پر رہتا ہے کسی کا حد سے تجاوز کر جاتا ہے، گھر بھر کی زندگی جہنم کا نمونہ پیش کرتی ہے۔

چند سکنڈ میں اچھے بھلے انسان کو وحشی درندہ بنا دیتا ہے پھر بھی ہر شخص اس کو کلیجے سے لگائے ہوئے ہے، دل کی ٹھنڈک آنکھوں کا نور سمجھ کر جدا کرنا کسی قیمت پر گوارا نہیں کرتا۔

آئیے ہم اور آپ ماضی کو بھول جائیں خدا کے حضور میں سچے دل سے عہد کریں کہ ہم غصہ کرنا ترک کر دیں گے اور خود پر قابو حاصل کرنے کی پیہم کوشش کریں گے کسی عزیز، دوست، پڑوسی اور نوکر پر ظلم نہ کریں گے نہ تلخ کلامی سے پیش آئیں گے اگرچہ بری بات ہر شخص کو بری لگتی ہے غصہ برداشت کرنا آسان نہیں بڑی بہادری کا کام ہے لیکن جس بات کا عزم کر لیا جائے یا خدا کے سامنے عہد کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ معبود برحق ہماری مدد نہ فرمائے۔ جب بھی غصہ آئے خدا سے کیا ہوا عہد ہم یاد کریں تو یقیناً انشاء اللہ کامیابی ضرور ہوگی۔

اب بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ ہم سب کو ساتھ ایمان، عزت و خلوص و نیک نامی کے زندہ رکھ اور اسی پر خاتمہ فرما اور قیامت کی رسوائی سے محفوظ رکھ۔ آمین۔

بقیہ:- **قیمتی حسن**

فکر کرنی چاہیئے آپ اپنے جسم، اپنے کپڑوں، اپنے زیور، اپنے مال کو ہر طرح کی خرابی سے بچانے کی کوشش کرتی ہیں، اس سے زیادہ اپنی اولاد کو بداخلاقی، بے دینی، آوارگی سے بچانے کی کوشش کیجیے، اس لیے کہ یہ چیزیں آپ کے عارضی حسن و جمال کا سامان ہیں اور تھوڑے دن کے لیے آپ کے سگھڑپن اور سلیقہ مندی کی تعریف کا باعث ہیں لیکن اولاد ساری زندگی بلکہ زندگی کے بعد بھی آپ کو سرخروئی اور عزت دلانے والی ہے۔ آپ نے ان ظاہری چیزوں کے لیے کوئی بڑی محنت نہیں کی لیکن اولاد کے لیے آپ کو تھکا دینے والی مشقت اٹھانی پڑی ہے اور اس کے لیے جان جوکھوں میں ڈالنا پڑی ہے۔ آپ کا یہ ظاہری زیور، یہ خوبصورت کپڑے یہ مال و دولت، چند لمحوں کی واہ واہ کا باعث ہیں لیکن اولاد صرف تعریف نہ کرائے گی بلکہ پائدار امن و سکون نہ ختم ہونے والا آرام و راحت اور بڑھاپے کا سہارا، دین و دنیا کی عزت دلانے والی اور ہر نگاہ میں وقیع بنانے والی ہے۔ اب آپ کے اختیار میں ہے چاہے اپنے کپڑوں اور زیور میں الجھ کر رہ جائیے اور چاہے اولاد کی صحیح تربیت و تعلیم اور دیکھ بھال کر کے حقیقی زیور، دائمی حسن و جمال اور نہ ختم ہونے والا قرار و سکون حاصل کیجیے، ان دونوں میں جو زیادہ اہم بہتر اور پائدار ہو اس کو اختیار کیجیے۔

بقیہ:

ٹیلی ویژن

کا انسانیت و اخلاق، روحانیت و ایمان، نیز جسم و بدن کے لیے خطرہ، تباہ کن اور فساد انگیز ہونا ثابت ہو گیا،

مسلمانو! اب غور کرو کہ کیا ہم کو اس خطرناک و تباہ کن چیز سے دور نہیں رہنا چاہیے؟ اس کو کیا اپنے گھروں سے نکالنا نہیں چاہیے؟ بلاشبہ اس کو گھروں سے نکالنا چاہیئے اور اس سے کوسوں دور رہنا چاہیئے، اسی میں ہماری بھلائی، خیریت، نجات و فلاح مضمر ہے۔ اور دینوی و اخروی زندگی میں اسی سے سکون ملے گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام اہل اسلام کو اس خطرناک چیز سے بچنے کی توفیق دے اور اپنی مرضیات پر چلائے۔ آمین

اولادِ آدم سے ابلیس کا خطاب

مختار احمد تقی الدین جامعی

یہ بات دنیا کے کسی مسلمان پر مخفی نہیں ہے کہ شیطان بنی نوع انسان کا دشمن ہے اس کی یہ دشمنی حضرت انسان کے ساتھ اسی وقت سے چلی آرہی ہے جبکہ انسان کا وجود ابھی روئے زمین پر نہیں ہوا تھا اس کی یہ دشمنی اس وقت ظاہر ہوئی جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرما کر تمام فرشتوں کو اور ابلیس کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے لیے سجدۂ تعظیم بجا لائیں تمام کے تمام فرشتے حکم الٰہی کے تحت سجدۂ تعظیم بجا لائے لیکن ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تو نے مجھے آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے بھلا آگ مٹی کے آگے کیوں سجدہ ریز ہو؟ میری پیدائش تو آدم سے بہتر ہے۔ اس اعتراض نے اللہ رب العزت کو سخت غضبناک کر دیا جس کی وجہ سے اللہ نے یہ حکم صادر فرمایا کہ تو بڑا بدبخت ہے یہاں تیرے لیے کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ شیطان بجائے اللہ سے معافی طلب کرنے کے یہ کہتا ہے کہ الٰہی مجھے قیامت تک مہلت دیدے، جب مہلت مل گئی تو کہتا ہے کہ الٰہی تیری ذات کی قسم میں تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا۔

یہی وجہ ہے کہ وہ حضرت انسان کو گمراہ کرنے پر تلا ہوا ہے لیکن اللہ کے خالص بندوں کو گمراہ کرنے سے قاصر ہے۔

ایک مرتبہ ابلیس تمام بنی نوع انسان کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا "اے ابن آدم تو نے مجھے جنت سے نکلوایا تو نے میری عظیم عزت کو خاک آلود کر دیا مجھے بلند مقام سے ہٹا کر ذلت کے عمیق غار میں پھینک دیا۔ اس کا بدلہ میں تجھ سے لے کر رہوں گا تجھ کو گمراہ کر کے اپنا ساتھی بنا لوں گا۔ کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ میرے قابو میں نہیں آسکے گا۔ یاد رکھ میرا عمل جادو ہے، میرا قرآن شعر، غزل اور گانا ہے، میری کتاب جسموں کو گودنا ہے، میری غذا مردار اور غیر اللہ پر ذبح کیا ہوا جانور ہے، میرا پانی نشہ آلود چیزیں ہیں، میرا مکان بازار ہے، میری آواز باجے اور گاجے ہیں، میری شکاری رسیاں اور پھندے عورتیں ہیں۔

اے بنات حوا! تم ہمیشہ جیتی رہو، تم جب تک رہو گی میری تدبیریں کبھی ناکام نہیں ہوں گی۔ اے حوا کی بیٹی! تو میرا آدھا لشکر ہے، تو میرے لیے ایسا تیر ہے جس کو مارتا ہوں، نشانہ خطا نہیں کرتا تو میرا قیمتی ہتھیار ہے، میں تجھ کو اس وقت استعمال کرتا ہوں جب میرے تمام حربے ناکام ہو جاتے ہیں، تو میری بھید کی جگہ ہے تو میری حاجت بر لانے میں قاصد کا کام کر دیتی ہے۔

اے ابن آدم! میں تیرے ساتھ ہمیشہ سایہ کی طرح لگا رہتا ہوں، میں تیرے رگ و ریشہ سے واقف ہوں، میں تیرے بدن میں خون کے ساتھ ساتھ دوڑتا رہتا ہوں۔ جب تو کچھ دیر کے لیے بھی غافل

ہوجاتا ہے تو میں تجھ سے انتقام لینے کی سوچتا ہوں، جب تک تو جماعت سے ملا ہوتا ہے میں موقع کی تلاش میں رہتا ہوں، ذرا دیر کے لیے بھی جماعت سے جدا ہوجاتا ہے تو میں تجھ کو اس طرح اُچک لیتا ہوں جس طرح گلّے سے جدا ہونے والی بکری کو شیر اچک لیتا ہے۔

اے ابن آدم! میرے پاس دو ایسے ہتھیار ہیں جن سے میں تجھ کو ہلاک کرنے میں مدد لیتا ہوں۔ جب یہ ہتھیار ناکام ثابت ہوتے ہیں تو میں پھر نہ خطا کرنے والے تیر عورت کو استعمال کرتا ہوں۔

(۱) میرا پہلا ہتھیار "حسد" ہے جس کی وجہ سے میں ملعون ہوا اور شیطان مردود کہلایا۔

(۲) میرا دوسرا حربہ "حرص" ہے میں نے یہ ہتھیار تیرے باپ آدم کے لیے اس وقت استعمال کیا تھا جب اس کے لیے ساری جنت مباح کردی گئی تھی۔

اے ابن آدم! تیری ایک خصلت ایسی ہے جو میرے لیے بڑی معاون ثابت ہوتی ہے اور وہ تیرا غیظ و غضب ہے، جب تو تند مزاج ہوجاتا ہے تو ہم شیاطین تجھ کو اس طرح الٹتے پلٹتے ہیں جیسے لڑکے گیند کو لڑھکاتے پھرتے ہیں۔

اے فرزند آدم! میرے سر پر ہمیشہ کلہ دار ٹوپی نظر آئے گی۔ یہ رنگ برنگی ٹوپی جس سے میں تیرے دل کو لبھا لیتا ہوں میں تجھ پر اس وقت غالب آتا ہوں جب تو اپنی ذات کو بہتر سمجھتا ہے اور اپنے عمل کو بہت کچھ خیال کرنے لگتا ہے اور اپنے گناہوں کو بھول جاتا ہے۔

اے ابن آدم! مجھے افسوس ہے کہ میں نے کچھ راز کی باتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتلا دیں۔ موسیٰؑ کا مجھ پر احسان تھا جس کی وجہ سے میں نے موسیٰ کو کچھ وصیتیں کیں اور کہا تھا کہ اے موسیٰ اگر تو میرے فریب سے بچنا چاہتا ہے تو مجھے تین حالتوں میں یاد کر لیا کر، کہیں ایسا نہ ہو کہ میں تجھ کو ان تین حالتوں میں ہلاک کر دوں۔

۱۔ ایک تو غصہ کے وقت مجھ کو یاد کر لیا کرو، کیونکہ میرا وسوسہ تمھارے دل میں ہے اور میری آنکھ تمھاری آنکھ میں ہے اور میں تمھارے رگ و پوست میں خون کی طرح دوڑتا پھرتا ہوں۔

۲۔ جہاد و غزوات کی حالت میں میرا خیال کرو کیونکہ میں فرزند آدم کے پاس اس وقت جاتا ہوں جب وہ کفار سے مقابلہ کرتا ہے اور اس کے بال بچے بیوی وغیرہ کو یاد دلاتا ہوں، یہاں تک کہ وہ جہاد سے بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

۳۔ غیر محرم عورت کے پاس بیٹھنے سے بچتے رہو کیونکہ میں تمھارے پاس اس کا قاصد ہوں، اور اس کے پاس تمھارا پیامبر ہوں۔

افسوس صد افسوس کہ موسیٰؑ نے یہ باتیں اپنی امت کو بتلا دیں اور ان سے بچے رہنے کی تاکید کر دی۔ اے فرزند آدم! میری اولاد میں سے پانچ ایسے وفادار ہیں جن کی وفاداری سے متاثر ہو کر میں نے انھیں بڑے بڑے عہدے سونپ رکھے ہیں۔

یہ "شبر" ہے اور یہ "اعور" ہے اور یہ "مسبوط" ہے اور "داسم" ہے اور وہ "زکنبور" ہے "شبر" کے اختیار میں تو میں نے مصیبتوں کا کاروبار دے رکھا ہے، جو لوگوں کو واویلا مچلنے گریبان پھاڑنے منھ پر طمانچے مارنے نوحہ اور ماتم کرنے پر ابھارتا ہے اور اعور کو زناکاری کا ڈپارٹمنٹ سونپ رکھا ہے جو لوگوں کو زنا پر ابھارتا ہے اور مسبوط کو کذب و دروغ پر مامور کر رکھا ہوں جو لوگوں میں جھوٹی باتوں کو پھیلاتا ہے۔ اور داسم کے لیے لوگوں کے گھروں کا معاملہ سونپ رکھا ہے، جو گھروں میں داخل ہو کر ان کے عیوب کو تیرے سامنے پیش کرتا ہے اور تجھ کو برانگیختہ کر دیتا ہے اور نوبت مار دھاڑ تک پہنچ جاتی ہے اور "زکنبور" وہ تو بازار کا مختار ہے، بازار میں اپنا جھنڈا گاڑ دیتا ہے اور لوگوں کو طرح طرح کے فتنوں میں ملوث کر دیتا ہے۔

اے ابن آدم! میں ہر صبح اپنے لشکر کو زمین میں منتشر کر دیتا ہوں اور یہ اعلان کرتا ہوں کہ جو تم میں سے کسی مسلمان کو گمراہ کرے گا میں اس کو تاج پہناؤں گا اور شام کے وقت میں اپنا تخت پانی پر بچھا کر دن بھر کے مقدمات کا جائزہ لیتا ہوں۔

کوئی آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے فلاں مسلمان سے اس کی بیوی کو طلاق دلوا دی، کوئی کہتا ہے میں نے فلاں مسلمان سے والدین کی نافرمانی کروائی، کوئی کہتا ہے میں نے فلاں مسلمان کو شراب پلوائی اور فلاں سے زنا کروایا، فلاں سے قتل کروایا میں اس سے بہت خوش ہوتا ہوں اور اپنے مسند پر اپنے بازو میں بٹھا لیتا ہوں۔

اے ابن آدم! مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر ایک دور ایسا بھی آتا ہے جس کو بھلانے سے ہم قاصر ہیں۔ یہ دور ہماری تاریخ کا منحوس دور کہلاتا ہے۔ یہ دور ہم پر اس وقت آیا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے۔ میں نے اپنے شیاطین کو اصحاب رسول کے پاس بھیجنا شروع کیا لیکن وہ سب کے سب نامراد لوٹے، میں نے ان کی کارروائیوں کے دفتر دیکھے تو اسی طرح خالی تھے جس طرح لے گئے تھے۔

میں نے غضبناک ہو کر انھیں ڈانٹ پلائی اور کہا کہ تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اس قوم پر کچھ بھی حملہ نہ کر سکے، تم اپنی کارروائیوں کے دفتر ایسے ہی سادہ لے آئے ہو جیسے لے گئے تھے انھوں نے بڑے دکھ بھرے انداز میں کہا تھا سرکار ہم نے ایسے لوگ آج تک نہیں دیکھے، ہم نے بڑے بڑے صوفیوں زاہدوں اور عابدوں کو نہیں بخشا لیکن یہ ہمیں کو ہمیں ذرا بھی موقع نہیں دیتے معلوم ہوتا ہے یہ آدم کی اولاد نہیں بلکہ فرشتے ہیں۔ اب تو ایسا لگتا ہے کہ ہمارے زوال کا وقت آگیا ہے۔

میں نے انھیں تسلی دیتے ہوئے کہا تھا دوستو تم کبیدہ خاطر نہ ہو، تم مایوس نہ ہو یہ وقت تم پر زیادہ دنوں تک نہیں رہے گا عنقریب اس قوم کو دنیاوی فتوحات حاصل ہوں گی اس وقت تم ان سے خاطر خواہ اپنا مطلب نکال لوگے۔ تم ان پر حسد اور حرص کا حملہ کرو گے، کچھ ہی مدت میں میدان تمھارے ہاتھ لگے گا، اس میدان کے شہسوار تم ہوگے دنیا کے چپے چپے میں تمھاری حکومت ہوگی، خیر اس وقت ان کو درگزر کرو اور اپنی توجہ کسی دوسری قوم پر مبذول کردو۔ یہ مایوسی ہمارے لیے زیادہ دنوں کی مایوسی نہ تھی بلکہ کچھ ہی دنوں میں حالات معمول پر آگئے، ہر جگہ ہماری آؤ بھگت ہونے لگی۔ ہم نے بھی انتھک کوشش کی اور طرح طرح سے لوگوں کو بھڑکایا، ان میں جو نہ ختم ہونے والی محبت تھی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے، ہم نے ان مسلمانوں کے دلوں میں دولت کی محبت پیدا کر دی اور خواہشات نفسانی کو ایک نیا روپ دے کر دلہن کی شکل میں پیش کیا اور دام فریب میں پھانس لیا۔

اے ابن آدم! ایک وقت تھا کہ میرے اصحاب تجھے گمراہ کرنے سے عاجز تھے لیکن آج ایک وقت ایسا بھی آیا تو نے میری دعوت پر لبیک کہی اور میری تعلیمات کو بلا چوں و چرا قبول کر لیا۔ میں نے تیرے سامنے حق کو باطل اور باطل کو حق کا روپ دے کر پیش کیا تو نے اسے بھی بخوشی قبول کر لیا۔ میں نے حرام چیزوں کو ان کے نام بدل کر اتنے خوبصورت نام رکھے کہ تو مغالطہ میں پڑ گیا، مثلاً میں نے "سود" کو "لین دین" اور رقص و سرود کو "آرٹ" اور رشوت کو تحفہ کا نام دیا یہ ایسی تدبیر جس نے تیرے باپ کو بھی نہیں بخشا، میں نے شجرۂ ممنوعہ کا نام شجرۂ خلد رکھا تو آدم بھی مغالطہ میں پڑ گیا۔

اے فرزند آدم! میں نے تجھ میں ناامیدی و مایوسی، فخر و غرور، ظلم و زیادتی، حق کا انکار، جلد بازی، حماقت، بخل، لڑائی جھگڑا، شک و شبہ، جہالت و غفلت، دھوکہ بازی، بے صبری، زر پرستی اور دنیاداری پیدا کر دی۔ میں نے تیرے دل میں گانے بجانے اور میوزک کی محبت ڈال دی تاکہ تو قرآنی تعلیمات سے منحرف ہو کر فسق و فجور کی طرف مائل ہو سکے۔

اے ابن آدم! میری دعوت کے چھ مرحلے ہیں پہلا مرحلہ کفر، شرک، اللہ و رسول سے دشمنی ہے جب یہ چیز مجھے تجھ سے حاصل ہو جاتی ہے تو مجھے سکون ملتا ہے، میری آہ و کراہ بند ہو جاتی ہے اور پریشانی سے راحت مل جاتی ہے مجھے تجھ سے یہی چیز مطلوب ہوتی ہے۔

میرا دوسرا مرحلہ "بدعت" ہے مجھے یہ چیز تیرے فسق و فجور سے زیادہ محبوب ہے اس لیے کہ معصیت سے توبہ کرلی جاتی ہے لیکن بدعت سے توبہ نہیں کی جاتی۔

میرا تیسرا مرحلہ گناہ کبیرہ ہے جس کی کئی قسمیں ہیں جب میں ان تینوں مرحلوں سے عاجز ہو جاتا ہوں تو پھر چوتھے مرحلہ کی طرف منتقل ہوتا ہوں میرا چوتھا مرحلہ گناہ صغیرہ ہے اگر یہ تجھ میں پیدا ہو جائیں تو تجھے تباہ و برباد کرنے کے لیے کافی ہیں۔ میرا پانچواں مرحلہ یہ ہے کہ تجھ کو مباح چیزوں میں مشغول کردوں تاکہ تو ثواب کے دوسرے کاموں سے بچ سکے۔ جب ان پانچوں سے بھی ناکام ہو جاتا ہوں تو آخری مرحلہ کا تجربہ کرتا ہوں میرا چھٹا مرحلہ یہ ہے کہ تجھ کو افضل ترین عمل سے روک کر اس سے کمتر عمل میں مشغول کردوں تاکہ تو افضل ترین عمل کے ثواب سے محروم رہ جائے۔

میں تیرے لیے ننانوے دروازے نیکی کے کھول دیتا ہوں جس میں سے صرف ایک دروازہ برائی کا مقصود ہوتا ہے۔

اے ابن آدم! تین امور ایسے بھی ہیں جن کو میں بذات خود کرتا ہوں کسی ساتھی سے نہیں کرواتا ایک تو تیرا کسی غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا ہے۔

جب تو کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو میں تجھ کو فتنہ میں ڈال دیتا ہوں۔ دوسرا اللہ سے تیرا عہد کرنا ہے۔ میں اس شخص کا ہمراہی ہوتا ہوں جو اللہ سے عہد کرتا ہے یہاں تک کہ بدعہدی کروا دیتا ہوں، تیسرا تیرا صدقہ نکال کر رکھنا ہے، جب تو صدقہ نکال کر بغیر تقسیم کیے رکھتا ہے تو میں تیرے اور تیرے صدقے کے درمیان حائل ہو جاتا ہوں۔

اے فرزند آدم! ہمیں پریشانی اس وقت لاحق ہوتی ہے جب تم میں سے کسی پر ہم قابض ہو کر فتنہ میں ڈال دیتے ہیں اس سے سارے گناہ کرواتے ہیں لیکن وہ پھر توبہ و استغفار کرکے ہماری ساری محنت رائیگاں کر دیتا ہے ہماری برسوں کی محنت کو خاک آلود کر دیتا ہے۔ اے ابن آدم! یہ بھی سن لے کہ ہمارا بس ان لوگوں پر نہیں چلتا جو خالص اللہ کے بندے ہیں جو کتاب و سنت پر مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں ہم تو صرف ان لوگوں کو اپنا کھلونا بناتے ہیں جو خواہش نفسانی کے بندے ہیں۔ اور ہاں جب کبھی کوئی سنت زندہ ہوتی ہے تو ہمارے سینوں پر خنجر چلنے لگتے ہیں اور جب کوئی بدعت جنم لیتی ہے تو ہم خوشی سے پھولے نہیں سماتے، ہم آپس میں ایک دوسرے کو مبارک بادی پیش کرنے لگتے ہیں، اچانک کہیں سے اذان کی آواز بلند ہونے لگی۔ دیکھا تو خطیب غائب تھا۔

غزل

ڈاکٹر طفیل احمد مدنی

تغیر جب بھی نظمِ میکدہ میں لوگ لاتے ہیں
تو کتنے جام جم ٹکرا کے باہم ٹوٹ جاتے ہیں

سنایا ہوگا تم کو جانے کیا کیا کچھ رقیبوں نے
سنو اب ہم بھی اپنی داستانِ غم سناتے ہیں

رہے ہیں صدیوں ہمیں منجملۂ خاصانِ میخانہ
ہمیں کو آج کل کے رند اب آنکھیں دکھاتے ہیں

یہ گلشن جس کو ہم نے اپنے خونِ دل سے سینچا تھا
غضب ہے اب ہمیں ہم اجنبی کہلائے جاتے ہیں

پذیرائی نئے پیرِ مغاں کی کی ہے رندوں نے
وہ آئے تو ہیں لیکن دیکھیے کیا گل کھلاتے ہیں

زمانہ ہو گیا آنکھوں سے تیری ہم نے مے پی تھی
مگر اب تک قدم اکثر ہمارے لڑکھڑاتے ہیں

طفیل اپنے یہاں بنت العنب ممنوع ہے بالکل
نہ خود پینے کے قائل ہیں نہ غیروں کو پلاتے ہیں

عبدالعلیم خاں انجم

اسلام کی جانباز بیٹی

دنیا کے تمام مذاہب میں صرف اسلام کو اس بات کا فخر حاصل ہے کہ اس نے مردوں کے علاوہ ایسی خواتین بھی پیدا کی ہیں جنھوں نے مذہب کی خدمت نہایت جانبازی و سرفروشی سے انجام دی اور میدان کارزار میں مردوں کے دوش بدوش حصہ لیا جن پر تاریخ بھی فخر کرتی ہے انھیں خواتین میں سے ایک جبیبہ بنت ہاشم بھی ہیں آپ عرب کے اس قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں جو جرأت و بہادری میں دور دور تک مشہور تھا، روایات کے مطابق آپ نے بچپن ہی سے فنون حرب کی تعلیم حاصل کی تھی، اکثر معرکوں میں اپنے والد ماجد سپہ سالار ہاشم بن عتبہؓ کے ساتھ شریک ہوئیں۔

سولہ سال کی عمر میں آپ کی شادی عثمان بن حارثؓ سے ہوئی لیکن شادی کے چند ہی سال بعد آپ بیوہ ہو گئیں تو اپنی ساری زندگی اسلام کے لیے وقف کر دی اکثر معرکوں میں عظیم الشان کارنامے انجام دیے۔ ایران کے آتش پرستوں نے متحد ہو کر یہ طے کر لیا تھا کہ خواہ کچھ بھی ہو وہ ایران کی اسلامی حکومت کو ختم کرکے دم لیں گے اس معرکہ میں اسلام مایۂ ناز سپہ سالار ہاشم بن عتبہؓ آذربائیجان کے مورچہ پر اسلامی لشکر کی کمان سنبھالے ہوئے تھا انھیں کے ساتھ آپ بھی داد شجاعت دے رہی تھیں "مردان صف شکن بڑھے چلو، بڑھے چلو، فتح و کامرانی تمہاری منتظر ہے" آپ کا یہ نعرہ میدان جنگ میں گونج رہا تھا اور اس نعرے نے اسلامی لشکر میں غیر معمولی جوش و ولولہ پیدا کر دیا تھا۔ آپ کے عزم و حوصلہ نے ایرانیوں کے لشکر میں تہلکہ برپا کر دیا تھا۔

آخر کار آپ لڑتے لڑتے گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گئیں تو آپ کے والد نے ہر چند چاہا کہ چند روز آرام کر لیں مگر آپ نے منظور نہ کیا اور برابر میدان کارزار میں سرگرم عمل رہیں جب باپ نے بہت زیادہ زور دیا تو آپ نے کہا:

ابا جان مجھے اس سعادت سے محروم نہ کیجیے، یوں تو اسلام میرے لیے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے لیکن شوہر کی موت کے بعد میری یہی تمنا ہے کہ اسلام کی خاطر لڑتے لڑتے شہید ہو جاؤں اور اپنے شوہر سے جا ملوں۔ آپ کے اس جواب کے بعد ہاشم بن عتبہؓ نے پھر کچھ نہ کہا۔

آخر کار دشمنوں کو شکست فاش ہوئی آذربائیجان کے بعد آرمینیا کی جنگ میں آپ بذات خود ایک دستہ کی کمان کر رہی تھیں چنانچہ اپنی اعلیٰ جنگی قابلیت کی بنا پر بہت ہی مختصر عرصہ میں آرمینیا کا پورا علاقہ فتح کر لیا، پھر اطلاع ملی کہ بلخ میں ایک بہت بڑا لشکر جمع ہو رہا ہے تاکہ اسلامی علاقوں کو تخت و تاراج کرنے کیلئے بڑھے اطلاع ملتے ہی ہاشم بن عتبہ آپ کو ساتھ لے کر بلخ جا پہنچے، دونوں لشکر ٹکرائے سخت گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر اس معرکہ میں مسلمانوں کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی۔ اس معرکہ کے بعد فرغانہ کا معرکہ پیش آیا اس میں ایک موقع پر آپ بری طرح دشمنوں میں گھر گئیں، آپ کے ساتھ صرف چار سو جانباز تھے یہ ایک ایسا نازک موقع تھا جب کہ بڑے بڑے جانباز بھی گھبرا جاتے ہیں لیکن آپ

(بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

سوال جواب

محمد طارق ندوی

س: ایک شخص نے قسم توڑ دی تو کیا وہ بطور کفارہ کے غیر مسلموں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟

ج: نہیں، کفارہ ادا نہیں ہوگا کیونکہ کفارہ میں بھی انھیں مساکین کو کفارہ دینا درست ہے جن کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔

س: کیا عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کرنا شرعًا ثابت ہے؟

ج: عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کا اہتمام ہونا چاہیئے۔

س: ایک شخص نومسلم ہے اسے نماز پڑھنا نہیں آتی ہے تو وہ کیا کرے۔

ج: ایسا نومسلم نماز میں ساری جگہوں پر سبحان اللہ وغیرہ پڑھتا ہے فرض ادا ہو جائے گا، لیکن ایسا شخص برابر نماز سیکھتا رہے، اگر نماز سیکھنے میں کوتاہی کرے گا تو سخت گنہگار ہوگا۔

س: اگر کوئی شخص کسی نماز کے لیے ایک سورۃ مقرر کرلے کہ ہمیشہ وہی پڑھا کرے تو کیا یہ مکروہ ہے؟

ج: ہاں کسی نماز کے لیے کوئی سورۃ اس طرح مقرر کرلینا کہ ہمیشہ وہی پڑھتا رہے کوئی اور سورت کبھی نہ پڑھے یہ مکروہ ہے۔

س: اگر کوئی شخص نماز میں فرض ادا کرنا بھول جائے اور وہ سجدۂ سہو کرے تو کیا اس کی نماز درست ہو جائے گی؟

ج: نہیں جب فرض چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کی ادائیگی سے نماز ادا نہیں ہوگی، اعادہ ضروری ہے۔

ج: اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز میں واجب چھوڑ دیتا ہے تو کیا سجدہ سہو سے اس کی تلافی ہو سکتی ہے؟

ج: سجدۂ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی ہے، سجدہ سہو سے تلافی اسی وقت ہو سکتی ہے جب بھول کر واجب چھوٹا ہو۔

س: بیوی کے جنازہ کو کندھا دینا اس کے چھونے کے حکم میں ہے یا نہیں؟

ج: بیوی کے جنازہ کو کندھا دینا اس کے چھونے کے حکم میں نہیں ہے، کندھا دینا جائز ہے اور بیوی کے مرنے کے بعد چھونا ناجائز ہے۔

س: بعض مساجد میں امام صاحب بعد نماز فجر سب سے مصافحہ کرتے ہیں کیا شریعت میں اس کا کوئی ثبوت ہے؟

ج: مصافحہ اوّل ملاقات پر ثابت ہے، فجر یا عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا بدعت ہے رسول اللہؐ اور صحابہ کرامؓ سے اس طرح کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے۔

س: کیا غائبانہ نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟

ج: احناف کے یہاں غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھ سکتے ہیں۔

س: ایک قبر میں میت کے دفن کرتے وقت کچھ مال بھی دفن ہوگیا، تو اس قبر کو دوبارہ کھود سکتے ہیں یا نہیں؟

ج: اگر میت کے دفن کرتے وقت کچھ مال بھی دفن ہوگیا تو اس کو دوبارہ کھود کر مال نکال سکتے ہیں۔

س: ٹیپ ریکارڈ میں اذان ٹیپ کی جائے اور پھر نماز کے وقت اس کو کھول دیں تو کیا وہ اذان کافی ہوگی یا نہیں؟

ج: اگر اذان ٹیپ ریکارڈ سے دی جائے گی تو کافی نہ ہوگی، پھر سے اذان دینا ضروری ہے اگر صحیح طریقہ سے اذان نہ دی گئی تو وہ نماز بغیر اذان کے پڑھی ہوئی شمار ہوگی۔

قسط (۲)

کینسر
ایک مہلک مرض

سید مفتاح العارفین

دنیا کے مختلف خطوں میں خصوصًا افریقی اور ایشیائی ممالک میں جگر کے کینسر نے ایک بھیانک مسئلہ پیدا کر دیا ہے جس کے لیے ٹیکوں کے استعمال پر زور دیا جا رہا ہے عالمی شہرت یافتہ سائنس داں اور نوبل لاریٹ پروفیسر بلوک برگ نے آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنس میں اپنے لکچر کے دوران بتایا کہ ہیپاٹئٹس بی نام کے وائرس جگر کینسر کے لیے ذمہ دار ہیں۔ اس وائرس سے الگ کیے گئے ”سرفیس اینٹی زن“ نامی مزاحمتی عنصر سے جو ٹیکہ تیار کیا گیا ہے وہ بڑا ہی کارآمد ثابت ہوا ہے لیکن اس سے صرف ایک مرتبہ بیماری ہونے سے سرطانی خلیات کے بڑھنے کی رفتار کو کم کیا جا سکتا ہے، لیکن پوری طرح کنٹرول کرنا ممکن نہیں۔ پروفیسر برگ کو اسی ’سرفیس اینٹی زن‘ کے لیے نوبل انعام ملا تھا۔ اسے آسٹریلین اینٹی زن کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ ایسے وائرس بتدریج بڑھتے ہیں جس میں کافی وقت لگتا ہے ڈاکٹر برگ کے مطابق مردوں میں عورتوں کے نسبتًا یہ مرض زیادہ پایا جاتا ہے۔ جگر کینسر سینیگل اور موازا بنک جیسے افریقی ممالک اور ایشیا میں چین جاپان اور تائیوان میں خطرناک اور پیچیدہ مسئلہ بن گیا ہے سینیگل میں ایک ہزار لوگوں میں ۳۰ اور موازا بنک میں ۱۰۰ لوگ اس مرض سے دوچار ہیں۔ ایسے ممالک میں ٹیکہ لگانے کا زور ہے۔ مزید تحقیق سے پتہ چلا کہ مچھر اور کھٹمل وغیرہ سے افریقی ممالک میں اس طرح کے کینسر زیادہ ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ وائرس کے یہ پرموٹر ہیں۔

پروفیسر موصوف نے ہندوستان کے متعلق بتایا کہ یہاں اس وائرس سے زیادہ نان A اور نان B وائرس ایکٹیو ہیں جس پر تحقیق کی جا رہی ہے۔

نئی تحقیق سے کچھ اور اہم باتوں کا انکشاف ہوا ہے کہ بعض قسم کے کینسر مخصوص جگہ پر ہی ہوا کرتے ہیں۔ برطانیہ میں پھیپھڑے کا کینسر ہندوستان سے چھ گنا زیادہ ہے جب کہ ایسا فیزیل کینسر اتری فرانس میں ہنگری سے ۴۰ گنا زیادہ ہے۔ حالیہ سروے کے مطابق اتر پردیش کے ضلع اعظم گڑھ میں مسوڑھے کے کینسر کے مریضوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ وہاں تمباکو نوشی کا رواج عام ہے۔ جاپان میں پیٹ کا کینسر مسئلہ بنا ہوا ہے۔ تقریبًا ایک لاکھ کی آبادی پر وہاں ۸۰ لوگ اس مرض کے شکار ہیں۔ جب کہ امریکہ میں ان کی تعداد ۵ ہے۔ مختصر یہ کہ جن جگہوں پر کارسینوجینس ذرے (کینسر پیدا کرنے والے ذرے) کرۂ ہوا میں زیادہ ہیں وہاں اس طرح کے کینسر زیادہ ہوں گے۔

سائنس دانوں نے کینسر پیدا کرنے والے عناصر کا پتہ لگانے کے کچھ اور تجربے کیے ہیں جن میں چوہوں پر کیے گئے عمل بڑے ہی مفید ثابت ہوئے ہیں۔ اس تحقیق سے چوہوں میں کینسر کے عناصر کی وجہ ایک جین بتایا گیا ہے جو ان چوہوں کے وائرس سے حاصل کیا گیا۔ ٹھیک اسی طرح کی بات انسان کے سرطانی خلیات میں

بھی پائی گئی۔ انسانی جسم میں موجود (D.N.A) میں جہاں لاکھوں اقسام کے جین ہیں وہیں سرطانی بیج بھی ہوتے ہیں۔ چوہوں کے ان وائرس کے اندر ایک چھوٹا قطعہ ہوتا ہے جو جینیاتی خبریں فراہم کراتا ہے جس سے بے ترتیبی کی شکل پیدا ہوجاتی ہے اور عام خلیات ابنارمل ہوکر ایک دوسرے پر چڑھ جاتے ہیں۔ چوہوں کے خلیات میں ہدایات قطعہ کے دبیز حصے سے پہنچتی ہے جب کہ دوسرے حصے سے مخصوص قطعہ ریگولیٹ کیے جاتے ہیں جس سے واضح ہوجاتا ہے کہ کینسر کے لیے صرف جین ہی ذمہ دار نہیں ہے کیونکہ چوہوں میں وائرس سے بغیر رابطہ بنائے کینسر کا ہونا غیر یقینی ہے۔

بیشتر ماہرین طب نے کینسر کی اہم وجہ تاب کاری اور کیمیات بھی بتایا ہے۔ تجربے کے دوران دیکھا گیا کہ ایک نارمل چوہے کے خلیات کو کارسینو جین نامی کیمیا میں بدلا جائے اور پھر سرطان شدہ خلیات کے (D.N.A) کو غیر سرطانی چوہوں کے خلیات میں ملایا جائے تو یہ خلیات بھی سرطانی ہوجاتے ہیں۔ دوسری جانب انسانی مثانہ سے سرطانی خلیات کے متعلق پایا گیا کہ یہ چوہوں کے خلیات میں کینسر پیدا کرنے میں معاون ہے۔

کیا آپ معلوم ہے

صالحہ فردوس تاجی

- دنیا کی سب سے چھوٹی چڑیا کیوبا میں پائی جاتی ہے۔
- دنیا کے دیشوں میں فرانس ایسا دیش ہے جہاں مچھر نہیں پائے جاتے۔
- دنیا کی تمام جھیلوں میں تبت کی ایک ایسی کھاری جھیل ہے جو ہر بارہ سال بعد میٹھے پانی میں بدل جاتی ہے۔
- دنیا کی سب سے لمبی بس امریکہ میں ہے جس کی لمبائی ۷۰ فٹ ہے۔
- دنیا کی تمام پہاڑیوں میں جنوبی آسٹریلیا کی ایک ایسی پہاڑی ہے جو ہر دن اپنا رنگ بدل دیتی ہے۔
- دنیا میں سب سے پہلے ہوائی جہاز ۱۷ دسمبر ۱۹۰۳ء میں اربلے رائٹ نے اڑایا تھا۔
- دنیا میں ۲۷۹۲ زبانیں بولی جاتی ہیں۔
- دنیا کی ندیوں میں فلسطین کی جائن ندی ایک ایسی ندی ہے جس میں مچھلی نہیں پائی جاتی۔
- دنیا کی عورتوں میں سب سے لمبی عورت ایک چینی عورت ہے جس کی لمبائی ۸ فٹ ایک انچ ہے۔
- دنیا کے مردوں میں سب سے لمبا مرد پاکستان میں ہے جس کی لمبائی ۸ فٹ ۶ انچ ہے۔
- دنیا کا سب سے بڑا محل اٹلی کا محل ہے۔
- دنیا کی سب سے لمبی سرنگ فرانس کی ہے جس کی لمبائی ۲۰ میل ہے۔
- دنیا کی سب سے بڑی فوج چین کی ہے جس کی تعداد بیس لاکھ ہے۔
- دنیا کی سب سے بڑی لائبریری ماسکو میں ہے جس میں دو کروڑ کتابیں ہیں۔
- دنیا میں سب سے زیادہ سونا پیدا کرنے والا ملک جنوبی افریقہ ہے۔
- دنیا کا سب سے بڑا بندرگاہ نیویارک کا بندرگاہ ہے
- دنیا کا ایسا جانور جو کبھی پانی نہیں پیتا امریکہ کا کنگارو ہے۔
- دنیا کا ایسا اخبار جو کپڑے پر چھپتا ہے وہ اسپین سے نکلتا ہے۔
- دنیا کا ایک ایسا آدمی جو صرف سانپ ہی کھاتا ہے وہ آسٹریلیا میں ہے۔
- دنیا کا ایسا ملک جو کبھی غلام نہیں ہوا وہ نیپال ہے۔

بچوں گوشہ

غیرت مند خلیفہ

طالب الہاشمی

معتصم باللہ عباسی خاندان کا آٹھواں خلیفہ تھا۔ وہ خلیفہ ہارون رشید کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا، اور اس نے ۲۱۸ھ / ۸۳۳ء سے ۲۲۷ھ / ۸۴۲ء تک حکومت کی، وہ بڑا بہادر، نڈر اور شہ زور آدمی تھا۔ اس کی سلطنت اور مشرقی رومی سلطنت کی حدیں ایشیائے کوچک میں ملتی تھیں۔ دونوں حکومتوں نے سرحدوں پر مضبوط قلعے بنا رکھے تھے اور ان کے درمیان کبھی کبھی لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔

معتصم باللہ کے بڑے بھائی مامون الرشید کے زمانہ خلافت میں ایک مکار شخص بابک خرمی نے ایک نیا مذہب ایجاد کیا اور ہزاروں لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر حکومت کے خلاف بغاوت کر دی۔ مامون الرشید نے اس کا سر کچلنے کی بہت کوشش کی لیکن اپنی وفات تک وہ اس پر قابو نہ پا سکا۔

کہتے ہیں کہ بابک خرمی نے بیس سال میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ بے گناہ لوگوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے۔ جب معتصم تخت پر بیٹھا تو اس نے اپنے سپہ سالار افشین کو بابک خرمی کے مقابلے پر بھیجا۔ اس نے بابک کو شکستوں پر شکستیں دیں یہاں تک کہ اس کو اپنی تباہی صاف نظر آنے لگی۔ اس ظالم نے اب اسلامی سلطنت کو تباہ کرنے کی یہ تدبیر سوچی مشرقی رومی سلطنت کے قیصر (بادشاہ) کو ایک خط لکھا کہ خلیفہ معتصم کی تمام فوجیں آج کل میرے مقابلے پر آئی ہوئی ہیں اور دار الخلافہ بغداد میں کوئی فوج موجود نہیں ہے اگر تم اس وقت حملہ کر دو تو مسلمانوں کے تمام علاقے فتح کرتے ہوئے بغداد پہنچ جاؤ گے۔

قیصر نے بابک کا خط ملتے ہی ایک لاکھ فوج کے ساتھ اسلامی سلطنت پر حملہ کر دیا اور مسلمانوں کے کئی سرحدی قلعے فتح کر لیے، اسی دوران میں بابک خرمی مارا گیا اور اس طرح ایک پرانا فتنہ ختم ہوگیا۔ اب اس کا مقابلہ کرنے والی فوجیں کچھ دار الخلافہ کو واپس آگئیں اور کچھ قیصر کے مقابلے کی تیاری کرنے لگیں۔

خلیفہ معتصم دربار میں بیٹھا تھا کہ اس کو قیصر کے حملے کی خبر ملی، ساتھ ہی اسے یہ بھی بتایا گیا کہ کئی سرحدی قلعے قیصر کے قبضے میں چلے گئے ہیں اور وہاں کے بہت سے مسلمانوں کو اس نے شہید کر ڈالا ہے یا قیدی بنا لیا ہے۔ یہ خبریں سن کر معتصم باللہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا تھوڑی دیر پہلے اس نے ایک غلام سے پینے کے لیے پانی مانگا تھا۔ غلام پانی کا گلاس پیش کرنے ہی والا تھا کہ معتصم کے کان میں یہ آواز آئی کہ قیدیوں میں ایک مسلمان عورت بھی تھی جو بے بسی کی حالت میں "اے معتصم مدد" "اے معتصم مدد" پکار رہی تھی، یہ سنتے ہی خلیفہ کی آنکھوں سے خون ٹپکنے لگا اور اس کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوگئے۔

"لبیک لبیک (میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں")

دسترخوان

صالحہ فردوس ثانی

لیموں کا اچار

اشیاء:-

کاغذی لیموں ——— ۵ سیر
گرم مصالحہ ——— ½ سیر
سونٹھ ——— ۶ ماشہ
پیپل ——— ۶ ماشہ
سمندری جھاگ ——— ۶ ماشہ
سفید زیرہ ——— ۶ ماشہ

ترکیب:- لیموں کو ایک روز پانی میں چھوڑ دیں اور دوسرے روز پانی سے نکال کر ان کے چار ٹکڑے کر کے ان میں گرم مصالحہ بھر دیں اور اوپر سے دوسرے لیموؤں کا عرق نچوڑ دیں جس قدر عرق نچوڑیں گے اتنے ہی دنوں تک اچار ٹھہرے گا۔ (گرم مصالحے کے ساتھ اوپر مذکور اشیاء کوٹی جائیں گی) اچار تیار ہے۔

شلجم کا اچار

اشیاء و ترکیب:- شلجم کے پانچ سیر قتلے پانی میں خفیف سا جوش دے کر خشک کر کے اس میں درج ذیل چیزیں ملا دی جائیں۔ ½ پاؤ نمک اور سرخ مرچ ایک چھٹانک اور ½ پاؤ رائی یہ سب پیس لیں اور ½ پاؤ لہسن اور پاؤ بھر ادرک یہ باریک تراشی جائیں گی جب قتلوں میں ترشی اور تیزی آ جائے تو گڑ یا شکر کا قوام کر کے ان قتلوں پر چھوڑ دیا جائے اچار تیار ہے مدتوں رہتا ہے۔

بقیہ:- غیرت مند خلیفہؒ

یہ کہتے کہتے تخت سے اُٹھ کھڑا ہوا اور گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کو روانہ ہونے کا حکم دیا ساتھ ہی سخت غم اور جوش کی حالت میں اس نے اعلان کیا کہ جب تک میں اپنی مسلمان بہن کو عیسائیوں کے پنجے سے نہ چھڑا لوں گا مجھ پر کھانا پینا حرام ہے یہ کہہ کر گھوڑے کو ایڑ لگائی اور بجلی کی سی تیزی کے ساتھ قلعہ زبطرہ کی طرف روانہ ہو گیا جہاں مسلمان خاتون کی گرفتاری کا واقعہ پیش آیا تھا۔ فوج نے خلیفہ کو اس طرح روانہ ہوتے دیکھا تو وہ بھی گھوڑے اڑاتی ہوئی اس کے ساتھ جا ملی۔ راستے میں جہاں بھی قیصر کی فوج کا کوئی دستہ نظر آیا اسلامی فوج نے اس کے ٹکڑے اڑا دیے۔ یہاں تک کہ قیصر کی تمام فوجیں بھاگ کر اپنی سرحدوں میں جا گھسیں۔

معتصم نے زبطرہ کے قلعے کے قریب پہنچ کر ایک پل کے لیے بھی دم نہ لیا اور اس پر اس جوش سے حملہ کیا کہ عیسائیوں نے آناً فاناً ہتھیار ڈال دیے اور تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیا جن میں فریاد کرنے والی خاتون بھی تھی۔

زبطرہ کے بعد معتصم نے انگورہ (انقرہ) فتح کیا اور پھر عموریہ کا رخ کیا جو اس زمانے میں عیسائیوں کا بہت بڑا اور مضبوط شہر تھا۔ قیصر اس شہر کو اپنی طاقت کا مرکز سمجھتا تھا۔ عموریہ کا قلعہ اس قدر مضبوط تھا کہ اس کو فتح کرنا ناممکن نظر آتا تھا لیکن بہادر معتصم نے چند ہی روز کے محاصرہ کے بعد یہ قلعہ فتح کر لیا اور عموریہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی یہ قیصر کے اس حملے کا جواب تھا جو اس نے بغیر کسی سبب کے اسلامی علاقے پر کیا تھا۔ اور اس کے بعد فتح کا جھنڈا لہراتا ہوا بغداد واپس آ گیا۔

فرقہ وارانہ اخوت کا عہد کریں

اس ملک کی وراثت صدیوں پرانی وہ انداز اور اصول ہیں جن کو ہندوستان کے عوام اور عظیم رہبروں نے جدوجہد آزادی اور قومی نوتعمیر کے ذریعہ قائم کیا اور مضبوط بنایا۔ قانون کی حکمرانی اور ایک دوسرے کے مذہب کا احترام کرنے کی ہندوستانی روایت اور بنیادی اقدار کے احترام کو ملحوظ رکھیں۔

ہمیں یہ نہیں بھولنا ہے کہ ہم پہلے انسان ہیں
بعد میں ہندو مسلم سکھ عیسائی

مل جل کر قوم کی تعمیر لگ جائیں
پست انداز فکر کو ترک کریں۔

جاری کردہ: محکمہ اطلاعات و رابطہ عامہ اترپردیش